اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
FEBRUARY 2012
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 214
Regd. # SC-1177

فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت

اَلتُّحْفَةُ الْمَرْغُوْبَةُ فِيْ اَفْضَلِيَّةِ الدُّعَآءِ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ

بنام

پسندیدہ تحفہ

مصنّف

شیخ العرب والعجم، المحدّث المفسّر، الفقیہ
مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور التّتوی
(المتوفی ۱۱۷۴ھ)

ترجمۂ وتخریج وتحقیق

علامہ محمد عبد اللہ الفہیمی السِّندی

تقدیم

مفتی محمد عطاء اللہ النّعیمی

جمعیّت اِشاعتِ اہلِسُنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

ترجمہ

التُّحفَةُ المَرغُوبَةُ فِی أَفضَلِیَّةِ الدُّعاءِ بَعدَ المَکتُوبَةِ

بنام

پسندیدہ تحفہ

مُصنِّف

شیخُ العَرَب و العَجَم، المُحدِّث، المُفسِّر، الفَقِیہ

مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور التّتوی

(المتوفی ۱۱۷۴ھ)

ترجمہ و تخریج و تحقیق

علامہ محمد عبد اللہ الفہیمی السِّندی

تقدیم

مفتی محمد عطاء اللہ النّعیمی

ناشر

جمعیت اشاعت اھلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب : پسندیدہ تحفہ

مُصنِّف : الإمام، المفسر، الفقیہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی علیہ الرحمہ

ترجمہ وتخریج وتحقیق : علامہ محمد عبداللہ الفہیمی السِّندی

تقدیم : مفتی محمد عطاء اللہ النعیمی

سنِ اشاعت : ربیع الاول ۱۴۳۳ھ/فروری ۲۰۱۲ء

تعدادِ اشاعت : ۳۲۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net

فہرست مضامین

پیش لفظ

جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کو دین متین کی خدمت کرتے ایک عرصہ گزر چکا ویسے تو کئی شعبوں میں کام جاری ہے لیکن یہاں ہمارا موضوع نشرواشاعت ہے اس شعبے نے پچھلے کئی سالوں سے اپنی اشاعت کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھا ہے اور اس میں اپنے قارئین کو ہر موضوع پر مواد فراہم کیا ہے۔ ایسی کُتب ورسائل یا اُن کے تراجم عوام المسلمین تک پہنچائے ہیں جو اس سے قبل کہیں نہ چھپے۔ پہلی بار شائع ہو کر قارئین کرام تک پہنچے اور کچھ ایسے جو عرصہ دراز سے شائع نہ ہوئے تھے انہیں شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ بعض میں مذکور احادیث اور عبارات فقہیہ کی تصحیح وتخریج کا کام انجام دیا، یہی وجہ ہے کہ اس ادارے کی مطبوعات کو ملک بھر بلکہ دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کام کا سہرا ہمارے استاد مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ، کے سر ہے کہ انہوں نے اس شعبے پر خصوصی توجہ دی۔

یہ اشاعت بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے یہ ایک نایاب کتاب ہے ہمارے علم کے مطابق اس سے قبل اس کا ترجمہ شائع نہیں ہوا۔ ہمارے قرب وجوار میں آرام فرما صدیوں پرانے ایک عظیم محدّث عظیم فقیہ عاشق رسول مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۱۷۴ھ) کے علمی کارناموں میں سے ایک ہے۔ ترجمہ وتخریج وتحقیق کی سعادت قبلہ مفتی صاحب سے تعلق، عقیدت ومحبت فرمانے والے ایک فاضل عالم حضرت علامہ محمد عبداللہ فہیمی نے کی جو رہتے تو لاڑکانہ میں ہیں مگر مفتی صاحب کے بہت قریب ہیں۔ اس پر ایک مفصل مقدمہ ہمارے استاد قبلہ مفتی صاحب نے تحریر فرمایا اور اسے شعبہ نشرواشاعت کے سپرد کیا اور ادارہ اِس کتاب کو اپنے سلسلہ اشاعت نمبر 214 پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محقق، مترجم علامہ محمد عبداللہ اور استاد محترم قبلہ مفتی صاحب کی اس کاوش کو اپنے حبیب کے طفیل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

حافظ محمد رضوان

(جنرل سکیٹری) جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

حالات مصنّف

(از مترجم)

اس کتاب کے مصنف حضرت علامہ، محدّث، مفسّر، قاری، حافظ، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی ہیں۔ مخدوم صاحب علیہ الرحمہ کا نسب نامہ جو آپ کی ایک عربی کتاب "الشفاء فی مسئلة الراء" میں موجود ہے وہ اس طرح ہے: محمد هاشم بن عبد الغفور بن عبد الرحمن بن عبد اللطيف بن عبد الرحمن بن خير الدين السندی البتورائی ثم بهرامپوری ثم التتوی۔

آپ کی ولادت ۱۰ ربیع الاول ۱۱۰۴ھ بمطابق ۱۹ نومبر ۱۶۹۲ء کو بٹھورہ میں ہوئی۔

مخدوم صاحب علیہ الرحمہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ قرآن حکیم، فارسی، صرف ونحو اور فقہ کی ابتدائی کُتب اپنے والد سے پڑھیں۔ اُس کے بعد ٹھٹہ میں مخدوم محمد سعید سے عربی کی متوسطات کی تعلیم حاصل کی۔ بعد میں مخدوم ضیاء الدین ٹھٹوی سے حدیث اور باقی مروجہ علوم حاصل کیے۔ اسی دوران ۱۱۱۳ھ میں آپ کے والد عبد الغفور کا انتقال ہوا۔

مخدوم صاحب علیہ الرحمہ نے حدیث وتفسیر کا مزید علم ۱۱۳۵ھ میں سفرِ حرمین شریفین کے دوران حاصل کیا۔ مخدوم صاحب کے اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مخدوم عبد الغفور متوفی ۱۱۱۳ھ، (۲) مخدوم محمد سعید، (۳) مخدوم ضیاء الدین متوفی ۱۱۷۱ھ، مخدوم محمد ہاشم جب ۱۱۳۵ھ میں حرمین شریفین حاضر ہوئے تو وہاں بھی محدثین اور معروف اساتذہ سے علمِ حدیث اور اَسناد حاصل کیں جیسے (۴) شیخ عبد القادر مکی متوفی ۱۱۳۸ھ، (۵) شیخ عبد بن علی متوفی ۱۱۳۸ھ، (۶) شیخ ابو طاہر مدنی متوفی ۱۱۴۵ھ، (۷) شیخ علی بن عبد الملک دراوی متوفی ۱۱۴۵ھ۔

مخدوم صاحب علیہ الرحمہ ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ پہلے ٹھٹہ کے مشہور بزرگ ابو القاسم نقشبندی (متوفی ۱۱۳۸ھ) کی خدمت میں تلقین کیلئے

حاضر ہوئے۔ لیکن آپ کی ہدایت پر جب سفرِ حرمین سے واپس لوٹے تو ''سورت بندر'' میں موجود سلسلہ قادریہ کے ایک مشہور بزرگ حضرت سید سعد اللہ علیہ الرحمہ (متوفی ۱۱۳۸ھ) کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ وہاں چند ماہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہ کر خرقۂ خلافت اور سندِ اجازت حاصل کر کے ماہ صفر المظفر ۱۱۳۷ھ میں ٹھٹہ واپس تشریف لے آئے۔

مخدوم صاحب علیہ الرحمہ تحصیلِ علم کے بعد ٹھٹہ سے اپنے اصلی گاؤں ''بٹھورو'' واپس آئے، چونکہ آپ کے والد انتقال ہو گیا تھا اس لئے آپ نے بٹھورو کے قریب ''بہرام پور'' نامی ایک گاؤں میں سکونت اختیار کی۔ اور وہاں اشاعتِ دین کا سلسلہ شروع کیا۔ پھر اپنے گاؤں کو خیر باد کہہ کر ٹھٹہ میں مستقل رہائش اختیار کی۔ اور وہاں ''مدرسہ ہاشمیہ'' کی بنیاد رکھی اور درس و تدریس اور اشاعتِ دین میں مشغول ہو گئے۔ کچھ ہی عرصہ میں آپ کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی اور طالبِ علم اپنی تشنگی دور کرنے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

مخدوم صاحب علیہ الرحمہ عام درس و تدریس کے علاوہ روزانہ عصر نماز کے بعد اپنی مسجد میں حدیث کا درس بھی دیتے تھے جس میں عوام و خواص بھی شامل ہوتے تھے۔ اور آپ ہر جمعہ کو جامع مسجد خسرو (مسجد دابگران) میں محفلِ وعظ منعقد کرتے تھے۔

حرمین شریفین حاضری کے دوران جب آپ نے آقا و مولا علیہ السلام کے حضور سلام عرض کرنے کیلئے حاضر ہوئے تو قبرِ انور سے جواب آیا ''وعلیکم السلام اے محمد ہاشم ٹھٹہ والے'' حالانکہ اُس وقت وہاں محمد ہاشم نام کے متعدد افراد تھے۔ یہ حضور علیہ السلام کا آپ پر خصوصی کرم تھا۔

''تکملہ مقالات الشعراء'' میں ہے کہ: ایک شخص کو مخدوم صاحب نے مسئلہ لکھ کر دیا تو وہ شخص نے تصدیق کیلئے مسئلہ آپ کے استاد مخدوم ضیاء الدین ٹھٹوی کے پاس لے گیا۔ اور اُن کا اسی مسئلہ میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کے ساتھ اختلاف تھا اس وجہ سے دستخط نہ کئے۔ مخدوم ضیاء الدین رات کو خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا ''جس طرح

محمد ہاشم نے فتویٰ دیا ہے آپ بھی اُس پر دستخط کردو" مخدوم ضیاء الدین نے صبح سائل کو بلوایا اور اُسی فتویٰ پر دستخط کردیئے۔ اُس کے بعد جب اُن کے پاس فتویٰ کیلئے کوئی سائل آتا تو اُسے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کے پاس یہ کہہ کر بھیجتے کہ "حضور ﷺ نے فتویٰ اُن کے ہاتھ میں دے دیا ہے"

آپ سے بیشمار لوگوں نے استفادہ کیا۔ جن میں سے چند مشہور شاگرد یہ ہیں:

(۱) مخدوم عبدالرحمٰن متوفی ۱۱۸۱ھ، (۲) مخدوم عبداللطیف متوفی ۱۱۸۷ھ، یہ دونوں مخدوم علیہ الرحمہ فرزند ہیں۔ (۳) مخدوم عبدالخالق ٹھٹوی، (۴) ابوالحسن صغیر مدنی متوفی ۱۱۸۷ھ، (۵) فقیر اللہ علوی متوفی ۱۱۹۵ھ ،ان کے علاوہ سید شہمیر شاہ ٹیاروی، مخدوم نور محمد نصرپوری، مخدوم عبداللہ میندھرو، شیخ محمد مراد سیوہانی (جد امجد علامہ محمد عابد سندھی)، عزت اللہ کھیریو، سید محمد صالح شاہ وغیرہم۔

مخدوم صاحب علیہ الرحمہ نے دینِ اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لئے جو کوششیں کیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ آپ نے نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کو بھی اُن کے ظلم و استبداد کے خلاف خطوط لکھے اور اُن کو دین کا پیغام پہنچایا۔ مخدوم صاحب نے سندھ کے والی غلام شاہ کلہوڑو سے رابطہ قائم کر کے اُن سے بھی شرعی احکام کے سلسلے میں ایک فرمان جاری کروایا، جس میں عاشورہ میں ماتم، تابوت و بدعات سے منع اور نشہ آور اشیاء کے پینے اور فروخت پہ پابندی اور عورتوں کو اکیلا جانے سے پرہیز اور کسی کی وفات پہ گریہ وزاری کرنے سے منع اور مسلمانوں کو سنتِ نبوی کے مطابق یک مشت ڈاڑھی سے کم رکھنے اور لمبی مونچھیں رکھنے پر پابندی کے احکام تھے۔ اس فرمان پہ سرکاری علمدار مخدوم صاحب کے ساتھ معاونت کے ذمہ دار رہے۔

مخدوم صاحب نے یہ فرمان جاری کرواکر ایک ایسا انقلاب برپا کیا، جس سے بے دین اور گمراہ لوگ دیندار اور ہدایت یافتہ بن گئے۔ ہزاروں انسان شریعت پہ عمل کر کے نیک اور

پرہیزگار بنے۔ معاشرہ اچھا اور صالح ہوگیا۔

آپ کا انتقالِ پُر ملال جمعرات ۶ رجب المرجب ۱۱۷۴ھ موافق ۹ فروری ۱۷۶۱ء کو ٹھٹہ میں ہوا۔ مخدوم صاحب ٹھٹہ کے قریب کوہ مکلی پر دفن کیئے گئے۔ وہاں آپ کا مزار معروف ومشہور اور زیارت گاہ عام وخاص ہے۔

آپ کی تصانیف میں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔أصح الأسانید(عربی)، ۲۔اتحاف الأکابر بمرویّات الشّیخ عبدالقادر(عربی)، ۳۔إصلاح مقدمة الصّلوٰة، ٤۔إرشاد الظّریف لأطوار التّصنیف، ٥۔أساس المُصلّی (عربی)، ٦۔اجادة النّجدة، ۷۔البیاض الجامع فی أقوال الفقهاء (عربی)، ۸۔بذل القوه فی حوادثِ سِنِي النّبوّه (عربی)، ۹۔بناءُ الإسلام (سندھی)، ۱۰۔الباقیاتُ الصّالحات فی ذکر الأزواج المطهّرات (فارسی)، ۱۱۔بسطُ البردة لناظم البُردة (عربی)، ۱۲۔تنقیحُ الکلام فی النّهی عن قرأة الفاتحة خلف الإمام (عربی)، ۱۳۔تتمیم حاشیه خیالی (عربی)،۱٤۔تحفةُ الغازی بجمعِ المَغاری، ۱٥۔تصحیحُ المُدرك فی ثُبوتِ إسلام الذی بقوله أنا مِثلُك(عربی)، ۱٦۔تمام العِنایَة فی الفرق بَینَ صریحِ الطّلاق و الکِنایة(عربی)، ۱۷۔تُحفةِ الإخوان فی منع شُرب الدُّخان (فارسی)، ۱۸۔تهذیبُ الإصلاح فی تنویر المِصبَاح، ۱۹۔تحریر کبیر فی الردّ علی من اعترضَ عَلَی الحافِظ ابن تیمیه(عربی)، ۲۰۔تحفةُ السّالکین إلی جناب الأمین۔ عربی، ۲۱۔تحفةُ المسلمین فی تقدیرِ مُهُور اُمّهاتِ المُؤمِنِین(فارسی)، ۲۲۔تُحفةُ التّائِبین (سندھی)، ۲۳۔تحقیق اللم فی الردّ علی مَن نفی صحةَ إسلام (عربی)، ۲٤۔التُّحفةُ الهاشمیّة فی شرح القَصِیدةِ القَاسِمِیّه(المعروف بالحریری فی علم العروض)(عربی)، ۲٥۔تحقیق المَسلَك فی ثُبوتِ إسلام الذّمی بقوله لمسلم: أنامِثلُك (عربی)، ۲٦۔التُّحفةُ المَرغُوبةُ فی عَدم راهة الدُّعاء

بعد المكتوبة (عربی)، ٢٧ـتفسير سورة الكهف(عربی)، ٢٨ـتفسير سورة النمل والنون(عربی)، ٢٩ـترصيحُ الدُّرّة على درهم الصرّة (عربی)، ٣٠ـتحفة العلماء فى قول الصلاة خيرٌ من النّوم فى اذان الفجر حال القضاء (عربی)، ٣١ـتفسير القرآن، المعروف بالتّفسير الهاشمی (سندھی)، ٣٢ـتهذيبُ الكلام(عربی)، ٣٣ـتفسير القرآن، المعروف بالتفسير الهاشمی (عربی)، ٣٤ـتحفة القاری بمجمع المقاری(عربی)، ٣٥ـثمانية قصائد صغار فى مدح النبى صلى الله عليه وسلم(عربی)، ٣٦ـثنائيات مُوطأ إمام مالك(عربی)، ٣٧ـثلاثيات الاثار بمحمد بن الحسن(عربی)، ٣٨ـثلاثيات صحيح البخاری(عربی)، ٣٩ـثلاثيات المعجم الصغير للطّبرانی(عربی)، ٤٠ـجنات النعيم فى فضائل القرآن الكريم(عربی)، ٤١ـجمع اليواقيت فى تحقيق المواقيت(فارسی)، ٤٢ـحديقة الصفا فى اسماء المصطفىٰ (عربی)، ٤٣ـحيات القلوب فى زيارة المحبوب(فارسی)، ٤٤ـحيات القاری فى اطراف البخاری(عربی)،٤٥ـحيات الصائمين (فارسی)، ٤٦ـالحجة القويه فى الرد على من قدح فى الحافظ ابن تيمة (عربی)، ٤٧ـحلاوت الفم بذكر جوامع الكلم (عربی)، ٤٨ـالحصن المنوع عمّا أورد على مَن أدرج الحديث الموضوع(عربی)، ٤٩ـالحُجّة القَويّة فى مسئلة القطع بالأفضيلة(عربی)، ٥٠ـحاشيه بر تفسير هاشمی (عربی)، ٥١ـالحُجّة الجلية فى حكم كراهة سورء الأجنبية(عربی)، ٥٢ـحمل السلاح علىٰ معاندِ الإصلاح، ٥٣ـخلاصةُ البيان فى القرآن(عربی)، ٥٤ـدرهم الصرة فى وضع اليدَين تحت السُّرّه (عربی)، ٥٥ـدستور الفرائض، ٥٦ـذريعةُ الوُصول إلىٰ جناب الرّسول(فارسی)،٥٧ـرسالة فى المنع عن الماتم فى أيام عاشوره، ٥٨ـرسالة فى تعداد وُجوه القرأة الجارية فى لفظة الآن(عربی)، ٥٩ـرسالة فى جَمعِ وُجوه القرأة الجارية فى آية سورةِ البَقَرة (عربی)،

٦٠_رسالة فی تحقیق ان الواجب علی العالم المقلّد اتباع المجتهد أو العمل بظاهر الحدیث(فارسی)، ٦١_رسالة فی ذِکر أفضل کیفیات الصّلواة علی النّبیّ صلی الله علیه وسلم(سندھی)، ٦٢_رسالة فی موعظة ما یتعلق با حوال القبر و ما بعده (سندھی)، ٦٣_رسالة فی کیفیة مَسحِ الرّأس(عربی)، ٦٤_رسالة فی تعدادِ وُجوه القرأة الجاریة فی قوله تعالیٰ(عربی)، ٦٥_رسالة فی شرح قوله صلی الله علیه وسلم لعمار بن یاسرٍ(عربی)، ٦٦_رسالة فی الجواب عمّا کَتَبَ بعض الافضل فی الجواب عنها(عربی)، ٦٧_رسالة صغریٰ فی تقدیر صدقةِ الفطر(عربی)، ٦٨_رسالة فی أن سابَّ النّبیّ إن أسلم لایَسْقُطُ عَنْهُ القَتلُ ولَو کان کافراً أصلیّاً(عربی)، ٦٩_رسالة فی الحکم بالإسلام علی الذّمی النندرام(عربی)، ٧٠_رسالة فی تحقیق أسانید حدیث اقتلو السّاحر والسَّاحِره(عربی)، ٧١_رسالة فی تقدیر الوُضوء والغسل بموازین بلدة التّته(فارسی)، ٧٢_رساله سندیه (فی ترجمة الدعائین) (سندھی)، ٧٣_رفعُ الخِفَاء عن مسئلةِ الرّاء(عربی)، ٧٤_رساله در ذبح شکار، ٧٥_رفع الغِطَاء عن مسئلة جعل العمامة تحت الرّداء (عربی)، ٧٦_رفع الغین عن مسئلةِ الجمع بین العمّتین، ٧٧_رفعُ النّصب لتکثیر التّشهّدات فی المغرب(عربی)، ٧٨_راحةُ المُؤمنین (سندھی)، ٧٩_رشف الزُّلال فی تحقیق فی الزّوال(فارسی)، ٨٠_رسالة فی وُجوه قراءة: وإنَّ مِنْ اَھْل الکتاب (الآیة)، ٨١_رساله فی مسئلة السُّکر، ٨٢_الرّحیق المختوم فی وصل أسانید العلوم، ٨٣_روضة الصّفا فی أسماء المصطفیٰ، ٨٤_زادُ السّفینة فی لسالکی المدینة (فارسی)، ٨٥_زاد الفقیر(سندھی)، ٨٦_ السیوفُ القاھره علی سابّ الخمسة الطّاھرة (عربی)، ٨٧_السیف الجَلی علی سابِّ النّبیّ(عربی)، ٨٨_سفینة السّالکین إلی بلدالله الأمین(فارسی)، ٨٩_السّنة النّبویة فی حقیقة القطع بالأفضلیة، ٩٠_الشّفاء الدّائم عن

اعتراض القائم(عربی)، ۹۱ـالشّفاء فی مسئلة الرّاءِ(عربی)، ۹۲ـشفاء الجنان لأهل الصّدق والإیقان(عربی)، ۹۳ـشدُّ النِّطاق فیما یلحق من الطّلاق (عربی)، ۹۴ـالطّراز المذهب فی ترجیح الصّحیح من المذهب، ۹۵ـالطّریق الأحمدیه (عربی)، ۹۶ـعینُ الفِقه، ۹۷ـغنیة الظّریف بجمع المرویات والتّصانیف(عربی)، ۹۸ـغایةُ النّیل فی اختصار الاتحاف والذّیل(عربی)، ۹۹ـفاکهةُ البُستان (عربی)، ۱۰۰ـفتحُ الغفار لعوالی الأخبار(عربی)، ۱۰۱ـفتح القوی فی نسب آباء النّبیّ (فارسی)، ۱۰۲ـفتحُ الکلام فی کیفیة اسقاط الصّلواة والصّیام(فارسی)، ۱۰۳ـفتحُ العلی فی حوادثِ سِنی نبوّة النّبیّ(عربی)، ۱۰۴ـفتحُ الغلاف بموازین السّبعة من الأوقاف (عربی)، ۱۰۵ـفرائضُ الإسلام(عربی)، ۱۰۶ـفرائضُ الإیمان(عربی)، ۱۰۷ـالفصل المبین بحلّ عقدة ولهم الشّك لا یزول الیقین(عربی)، ۱۰۸ـفیض الغنی فی جواز نکاح البالغة بدون إذن الولی(عربی)، ۱۰۹ـفیض الغنی فی تقدیر صاعِ النّبیّ صلی الله علیه وسلم(فارسی)، ۱۰۰ـالقولُ الأنور فی لبس الأحمر(عربی)، ۱۱۱ـالقولُ المعجب فی بیان کثرة تشهّدات المغرب(عربی)، ۱۱۲ـقال أقوال، ۱۱۳ـقوت العاشقین(سندهی)، ۱۱۴ـ کشفُ الغطا عما یحلّ و یحرمُ من النّوح والبُکاء(عربی)، ۱۱۵ـ کشف الرّین عن مسئلةرفع الیدَین(عربی)، ۱۱۶ـ کشفُ الرّمز عن وُجوه الوقف علی الهمز(عربی)، ۱۱۷ـ کشفُ الستر فی تقدیر صدقة الفطر، ۱۱۸ـ کحل العین بمایقع من وجوه القراءة بین السورتین (عزبی) ۱۱۹ـ کفایتُ القاری (عربی)، ۱۲۰ـاللؤلؤ المکنون فی تحقیق مدالسون،(عربی)، ۱۲۱ـمظهر الأنوار (عربی)، ۱۲۲ـمعیار النّقاد فی تمیز المغشوش من الجیاد(عربی)، ۱۲۳ـمناسك الحج، ۱۲۴ـمفتاح الصلواة، ۱۲۵ـمدّ الباع الی تحریر الصّاع (عربی)، ۱۲۶ـ موهبة العظیم فی إرث حق مجاورة الشّعر الکریم،

۱۲۷۔مقدمة الصّلواة(فارسی)،۱۲۸۔المنكب إلى تكثير التشهّدات فی صلواة الغرب،
۱۲۹۔نورُ العَینَین فی إثبات الإشارة فی التشهّدین(عربی)، ۱۳۰۔النُور المبین فی جمع أسماء البدریین(عربی)، ۱۳۱۔نتیجة الفكر فی تحقیق صدقة الفطر(فارسی)،
۱۳۲۔النّفحات الباهرة فی جواز القول بالخمسة الطاهرة(فارسی)، ۱۳۳۔نور البصائر ذیل اتحاف الأكابر(عربی)، ۱۳٤۔نظم الجواهر بذیل اتحاف الأكابر(عربی)،
۱۳۵۔الوصیة الهاشمیه (عربی)، ۱۳٦۔وسیلة الغریب الی جناب الحبیب بشرح اسماء الرسولَ البشیر(فارسی)، ۱۳۷۔وسیلة القبول فی حضرت الرسول (عربی)، ۱۳۸۔وسیلة الفقیر الیٰ اسماء البشیر و النذیر(فارسی)، ۱۳۹۔ هذه المنكب الیٰ تكثیر التشهدات(عربی)، ۱٤۰۔مدح نامه سنده(فارسی)

مخدوم صاحب کے ہمعصروں میں صوفی شاعر حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی (متوفی ۱۱۶۵ھ) مخدوم عبد الرؤف بھٹی (متوفی ۱۱۶۶ھ) علی شعر قانع ٹھٹوی (متوفی ۱۲۰۳ھ) علم وادب کی خدمت میں مشغول تھے تو دوسری طرف مشہور عالم و فاضل مخدوم محمد قائم مدنی (متوفی ۱۱۵۷ھ) مخدوم محمد حیات (متوفی ۱۱۶۳ھ) مخدوم عبد الرحمٰن کھڑائی (متوفی ۱۱۴۵ھ) مخدوم محمد اسمائیل پریالوی (متوفی ۱۱۷۴ھ) سید محمد بقاشاہ (متوفی ۱۱۹۸ھ) علامہ ابو الحسن کبیر مدنی (متوفی ۱۱۳۹ھ) علامہ ابو الحسن ڈاہری (متوفی ۱۱۸۱ھ) درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول نظر آتے تھے۔

تراب أقدام العلماء
محمد عبد الله الفهیمی السِندی
لاڑکانہ، ۰۳۳۱۳۴۱۵۳۸۰

حالات مترجم

اس کتاب کے محقق ومترجم کا نام علامہ محمد عبداللہ ہے جو حاجی اللہ ڈنہ بن حاجی بگن (رسول بخش) بن محمد صدیق کے فرزند ہیں اور سندھ کی ایک مشہور قوم ''ابڑو'' کے چشم وچراغ ہیں، مسلکاً سُنّی، مذہباً حنفی اور اپنے استاد حضرت قبلہ مفتی سید فہیم احمد شاہ راشدی دامت برکاتہم العالیہ کی نسبت سے فہیمی کہلاتے ہیں۔

آپ کی پیدائش سندھ کی ضلع لاڑکانہ سے ۱۲ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں ''حاجی بگن خان ابڑو'' میں ایک نہایت پاکیزہ گھرانے میں ۱۵ اپریل ۱۹۸۷ء کو ہوئی۔

آپ کا تعلیمی۔۔۔ کچھ اس طرح ہے کہ ناظرہ قرآن مجید اپنے چچا حاجی اللہ ورایو سے پڑھا۔ اور پرائمری تعلیم اپنے گاؤں کے اسکول میں حاصل کی۔ پھر مڈل تک تعلیم اپنے گاؤں کے ۴ کلومیٹر دور ''رشید وگن'' میں حاصل کی۔ پھر دینی تعلیم کے حصول کیلئے لاڑکانہ شہر میں واقع ''جامعہ اسلامیہ سید غلام مرتضیٰ شاہ'' المعروف ''مدرسہ جیلانیہ'' میں داخلہ لیا اور حضرت علامہ مفتی سید فہیم احمد شاہ راشدی سے درسِ نظامی کی ابتدائی کُتب پڑھیں۔ پھر دادو کے تعلقہ میہڑ کے مدرسہ ''جامعہ اکبریہ'' میں تعلیم حاصل کی درجہ وُسطانی کی کُتب پڑھیں۔ پھر مزید تعلیم کے لئے کراچی تشریف لے گئے جہاں ''جامعہ فیضانِ مدینہ'' میں موقوف علیہ تک تعلیم حاسل کی۔ پھر واپس ''لاڑکانہ'' تشریف لے گئے جہاں ''مدرسہ جیلانیہ'' میں مفتی سید فہیم احمد شاہ مدظلہ العالی کے پاس دورہ حدیث میں شامل کُتبِ احادیث پڑھیں اور سندِ فراغت حاصل کی۔

اس وقت آپ لاڑکانہ شہر کے قدیم مدرسہ ''مدرسہ منور الاسلام'' میں تدریس کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور اُس کے ساتھ ساتھ ''مدرسہ جیلانیہ'' میں اپنے مہربان استاد حضرت قبلہ مفتی سید فہیم احمد شاہ دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں ''تخصص فی الفقہ'' حاضری دے رہے ہیں، اور ساتھ ساتھ بی اے کے فائنل امتحان کی تیاری بھی کر رہے ہیں۔

آپ کو کُتب دینیہ جمع کرنے کا شوق تو زمانہ طالب علمی ہی سے رہا ہے خصوصاً کُتبِ

نادرہ، قلمی کُتب کے لئے شاہد ہی سندھ کا کوئی کُتب خانہ ایسا جہاں حصول کُتب کے لئے موصوف نہ گئے ہوں اور ان سے میری پہلی ملاقات بھی اسی سلسلہ میں ہوئی کہ موصوف کُتب نادرہ کی تلاش میں ہمارے ہاں قائم ''دارُالکُتب'' میں تشریف لائے، اس طرح کُتب جمع کرنے نے شوق کُتب بینی تک پہنچا دیا اور کُتب بینی کے ذوق نے اُن پر کام کرنے پر برانگیختہ کردیا، کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کو صرف کتب جمع کرنے کا شوق ہوتا ہے مگر موصوف اُن لوگوں میں ہیں جو کُتب جمع کرنے کے ساتھ ساتھ اُن سے خود استفادہ کرتے ہیں اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا عزم رکھتے ہیں، پس اس عزم کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے موصوف سے کچھ کام لے لیا اور اُس کی تفصیل یہ ہے۔

١ ـ تحقِیق فهیمی فی مَسئلة چهل قدمی، ٢ ـ تحقیق عبد الله، ٣ ـ تحقیق وتخریج و سندهی ترجمه ''کَشفُ الغِطَا عَن مَایحلُّ وَیَحرمُ مِن النّوحِ وَالبُکَاء'' للمخدوم محمد هاشم التّتوی، ٤ ـ تحقیق و تخریج و اردو ترجمه ''بِنَاءُ الإسلَام'' علامه محمد هاشم التّتوی، ٥ ـ تحقیق و تخریج و اردو ترجمه ''القَولُ الأَنور فِی بَیانِ حُکم لُبسِ الأَحمر'' علامه محمد هاشم التّتوی، ٦ ـ تحقیق و تخریج عربی ''السیف الجلی علی الساب النبی ﷺ'' علامه محمد هاشم ٹهٹوی، ٧ ـ تحقیق و تخریج و اردو ترجمه ''تحفة المرغوبه فی افضلیة الدعاء بعد المکتوبه'' علامه محمد هاشم ٹهٹوی، ٨ ـ تحقیق و تخریج و اردو ترجمه ''السیف الجلی علی الساب النبی ﷺ'' علامه محمد هاشم ٹهٹوی، ٩ ـ تحقیق و تخریج ''الدر النثور علی رد منکری اصحاب القبور'' علامه عبد الغفور همایونی۔ اللہ تعالیٰ مترجم کو مزید دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

محمد عطاء الله نعیمی

خادم دار الحدیث و الإفتاء بجامعة النُّور

لجمعیّة إشاعة أهل السنّة (باکستان)

تقدیم

تمام تعریفیں اللہ کیلئے جس نے دُعا کو عبادت کا مغز بنایا اور عبادت کا حکم فرمایا، پھر اُس پر ثواب مرحمت فرمایا اور دُعاؤں کو قبول فرمایا اور درود وسلام ہوں اُس ذات پر جو اُن تمام فضائل وکمالات کی صاحب ہے جو رسولوں کو عطا کئے گئے بلکہ اُن سے بھی زیادہ فضائل وکمالات دیئے گئے یعنی ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ پر اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر۔

امابعد! فُقہا اور مُحدِّثین نے مختلف مسائل فقہیہ میں اَجزاء ورسائل تحریر کئے ہیں اور یہ رسائل واجزاء کثیر ہیں اور اُن کے موضوعات متنوّع اور مقاصد مختلف ہیں، ہر تالیف کا کوئی نہ کوئی داعی ہوتا ہے جیسے بعض مسائل کا حکم مبہم ہوتا ہے یا اُن کی دلیل مخفی ہوتی ہے یا اُس میں متعدّد آراء اور اقوال ہوتے ہیں، پس کسی موضوع پر خاص رسالہ یا جزء کی تحریر میں اُس مسئلہ میں وارد مختلف نُصوص کو جمع کر کے حکم بیان کیا جاتا ہے یا اُس میں وارد اقوال کی کیفیت بیان کی جاتی ہے اور بعض رسائل واجزاء اپنے موضوع پر نہایت مفید ہوتے ہیں کہ اُن میں کُتب مطوّلہ سے نُصوص وعبارات ذِکر کر کے اُس موضوع کے متعلق جو کچھ بھی ہوتا ہے ایک جگہ جمع کر دیا جاتا ہے پس جو لوگ اِن رسائل واجزاء کو اہم نہیں سمجھتے جو کچھ بڑی کُتُب میں ہے اُسے ہی کافی جانتے ہیں وہ بڑی غلطی پر ہیں کیونکہ کہا جاتا ہے کہ:

يُوجَدُ فِي الأنهارِ مالايُوجَدُ فِي البِحَارِ

''نہروں میں وہ کچھ پایا جاتا ہے جو دریاؤں میں نہیں پایا جاتا''۔

اسی لئے امام بخاری نے نماز میں تکبیرات انتقال کے بارے میں ''جزء رفع الیدین'' امام دار قطنی اور ابن عبد البر نے نماز میں جہراً بسم اللہ کے بارے میں، مُلّا علی قاری اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی اور علامہ شامی نے تشہّد میں انگشت اُٹھانے کے بارے میں اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی

نے نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کے بارے میں "درهم الصُرّة" صاحب بحر نے مختلف مسائل پر اکتالیس بیالیس رسائل اور علامہ شامی کے متعدد مسائل پر دو جلدوں میں رسائل اور علامہ شرنبلالی نے متنوع مسائل پر ساٹھ رسائل اور مخدوم عبدالواحد سیوستانی نے کئی مسائل پر متعدد رسائل اور امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی نے کثیر مسائل پر مستقل رسائل تحریر فرمائے ہیں، جیسے فتوی مطلقاً امام اعظم کے قول پر ہونے کے بارے میں "أجلَى الأعلام أنّ الفتوى مُطلقاً عَلى قولِ الإمَام" وضو کے اعتقادی اور عملی فرائض وواجبات کے بارے میں "الجودُ الحُلو فی أركانِ الوُضوء" زکام کے ناقص وضو نہ ہونے کے بیان میں "لمعُ الأحكام أنّ لاوُضوءَ مِنَ الزُكام" پانی سے عجز کی ایک سو پچھتر (۱۷۵) صورتوں کے بیان میں "سمحُ النّدرى فِيما يُورثُ العجز مِنَ الماء" دو نمازیں اکٹھی پڑھنے کے شرعی حکم کے بارے میں "حاجِزُ الوَاقِی عن جمعِ الصَّلاتَين"، اذان میں حضور ﷺ کا نام نامی سُن کر انگوٹھے چومنے کے بیان میں "مُنيرُ العَيْنَيْن فى حُكمِ تقبيلِ الابهامَين"، فضائل ومناقب میں باتفاق علماء ضعیف حدیث کے مقبول ہونے کے بارے میں "الهادُ الكافُ فى حكمِ الضّعاف" وغیرہا۔

پھر مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسائل وُجوب وعدم وُجوب، استحباب وعدم استحباب کے مابین دائر ہیں اور اِسی طرح یہ رسالہ فرض نماز کے بعد دُعا کے استحباب میں اور اُس میں ہاتھ اُٹھانے اور دُعا کے آخر میں ہاتھ منہ پر پھیرنے کے بارے میں ہے اور یہ رسالہ اپنے موضوع پر کامل ہے کہ بعض لوگ اِن اُمور کو بدعت فی الدین، مخالف السنّۃ سید المرسلین ﷺ قرار دیتے ہیں، نماز کے بعد دُعا مانگنے کو اور دُعا مانگنے والے کو اپنے دل میں ناپسند جانتے اور زبان سے بُرا کہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ فُقہاء ومُحدِّثین بہت پہلے اِس موضوع سے فارغ ہو چکے کہ انہوں نے اِس کے جواز واستحباب پر کُتبِ حدیث کی شروح اور کُتبِ فقہ میں تصریح فرمادی ہے: جیسا کہ اِس تصنیف لطیف میں مخدوم علیہ الرحمہ کی ذِکر کردہ احادیث وعباراتِ فقہاء ومُحدّثین سے اِس کا

اندازہ کیا جاسکتا ہے اور بعض فقہاء کرام نے اِس مسئلہ میں مستقل رسالے تحریر کیے جیسا کہ یہ رسالہ اور امام جلال الدّین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کا رسالہ "فَضّ الوِعَاء عن أحادیثِ رَفعِ الیدَین فی الدُّعاء" اور علامہ سید محمد بن مقبول اھدل یمنی متوفی ۱۲۵۸ھ کا رسالہ "سُنِّیة رفعِ الیدَین فی الدّعاءِ بعدَ الصَّلوات المکتُوبة" اور علامہ احمد بن صدیق غماری مغربی متوفی ۱۳۸۰ھ کا رسالہ "المِنَحُ المَطلُوبة فی استحبابِ رفعِ الیدَین فی الدُّعاءِ بعد الصَّلوَاتِ المَکتُوبة"

لیکن کوئی زمانہ ایسے لوگوں سے خالی نہیں رہا کہ جس میں ایسے لوگ نہ پائے جاتے ہو جو اُن اُمور سے انکاری نہ ہوں جن اُمور کی مشروعیت کو وہ جانتے پہچانتے ہیں اور لوگوں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے، اُنہیں بدعتی یا گمراہ قرار دینے میں مصروف نہ ہوں اور استحباب کے قائل علماء پر طعن وتشنیع نہ کرتے ہوں حالانکہ وہ لوگ صریح خطاء اور ظاہر غلطی پر ہیں۔

اور اس کا سبب اُن کا یہ گمان ہے کہ اُن کا علم وافر اور اُن کی عقل کامل ہے یا اُن کے خطے میں اِس پر عمل نہیں یا اُن کے علماء نے انہیں اِس کے استحباب کی خبر نہیں دی یا وہ اپنے خطے والوں کے عمل میں ہی علم صحیح اور درست طریقہ دیکھتے ہوں اور اِس گمان میں اکثر وہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں جن کا علم ناقص ہوتا ہے، پھر جب اُن میں سے کسی سے کہا جاتا ہے کہ فرض نمازوں کے بعد دُعا مستحب ہے اور اُس میں ہاتھ اُٹھانا مستحب ہے تو انہیں عجیب لگتا ہے کہ وہ اس بات کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے ہیں یا اُسے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں اور اِنہیں وہ اُن بدعات میں سے قرار دیتے ہیں جن سے وہ خود اُن کے علماء اور اُن کے علاقے والے محفوظ ہیں۔

حالانکہ کسی شئی کا حرام یا اُس کا مکروہ ہونا اُس سے ممانعت سے مستفاد ہوتا ہے اور علم اُصول میں یہ بات ثابت ہے کہ نہی (منع) جب جازِم ہو تو تحریم کا فائدہ دیتی ہے اور جب غیر جازم ہو تو کراہت کا فائدہ دیتی ہے اور تحریم اس آیہ کریمہ سے بھی مستفاد ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ

الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۃ الأعراف، الآية:٣٣)

''تم فرماؤ میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں، جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ اُتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے''۔

اور نہی تحریم کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ (سورة النحل، الآية:١١٦)

ترجمہ: ''اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو''

اور کراہت عام ہے جو تحریمی و تنزیہی دونوں کو شامل ہے اور نہی کراہت کی مثال جیسے یہ حدیث شریف میں ہے:

''اِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلَايَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ''

یعنی، جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ نہ بیٹھے یہاں تک کہ دو رکعت نماز پڑھے۔

اور نماز کے بعد دُعا اور اُس میں ہاتھ اُٹھانے سے نہی وارد نہیں ہے لہٰذا یہ نہ حرام ہے اور نہ ہی مکروہ۔

پھر کسی شئ کا ترک اُس سے منع کی دلیل نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (سورة الحشر، الآية:٧)

''اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو''۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جسے میرا حبیب ترک کر دے اُس سے رُک جاؤ بلکہ فرمایا جس سے تمہیں منع فرما دے اُس سے رُک جاؤ۔

آپ نماز جمعہ ہی کو دیکھئے کہ نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ میں مُتعدّد مقامات پر قائم نہیں کیا جاتا تھا اور نبی کریم ﷺ نے اہلِ عوالی کو باوجود اُن کے اور مسجد نبوی کے مابین مسافت کی دُوری کے اپنے ہاں اقامتِ جمعہ کا حکم نہیں فرمایا اور اب جمعہ مُتعدّد مقامات پر قائم ہوتا ہے اور کسی نے بھی اُس کے حرام یا بدعت ہونے کا قول نہیں کیا کیونکہ اِس سے نہی وارد نہیں ہے، پس نبی کریم ﷺ سے نماز کے بعد دُعا میں ترکِ رفع یدین اگر صحت کے ساتھ ثابت بھی ہو تو وہ نہ تحریم کا فائدہ دے گا اور نہ ہی کراہت کا۔

اور پھر یہ بات بھی اُصول میں ثابت ہے کہ آیہ کریمہ یا حدیث شریف اپنے عموم کے ساتھ جب کسی اَمر کو شامل ہو تو وہ اُس کی مشروعیّت پر دلالت کرتی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (سورة البقرة، الآية:۱۸۶)

"دُعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے"۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ:

"إِنَّ اللّٰه حَيِيٌّ كَرِيمٌ يستَحيِي إِذَا رَفَعَ العَبدُ إِلَيهِ يَدَيهِ أَن يَرُدَّهُمَا صِفراً خَائِبَين"

یعنی، "بیشک اللہ تعالیٰ حیاء فرمانے والا کریم ہے وہ حیا فرماتا ہے جب بندہ اُس کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھائے تو وہ ہاتھوں کو خالی نامراد لوٹائے"۔

یہ حدیث شریف اپنے عموم کے ساتھ نماز کے بعد دُعا اور دُعا میں ہاتھ اُٹھانے کو شامل ہے تو نماز کے بعد دُعا اور دُعا میں ہاتھ اُٹھانا مشروع ہوگا اور اِسے کسی حال میں بدعت کہنا جائز نہ ہوگا۔

اور امام طبرانی کی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا رَفَعَ قَومٌ أَكُفَّهُم إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، يَسأَلُونَهُ شَيئاً إِلَّا كَانَ عَلَى اللّٰهِ حَقّاً أَن يَضَعَ فِي أَيدِيهِم الَّذِي سَأَلُوا" (المعجم الكبير للطبراني، برقم: ۶/۲۵۵)

یعنی، ''جو قوم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھا کر اُس سے کسی چیز کا سوال کرتی ہے تو اللہ عزّ وجلّ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اُن کے ہاتھوں میں وہ رکھے جس کا انہوں نے سوال کیا''۔

حافظ نورالدین ہیثمی نے فرمایا کہ اِس حدیث شریف کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں،(مجمع الزوائد، كتاب الأدعية، باب ماجاء في الإشارة في الدعاء ورفع اليدين، برقم: ١٧٣٤١، ١/١٩٣) پس نماز کے بعد دُعا اور اُس میں ہاتھ اُٹھانے کی مشروعیّت بھی اس حدیث شریف کے عموم سے حتمی طور پر ثابت ہے۔

وہ لوگ جو اِس مسئلہ میں اُس دلیل پر اکتفاء نہیں کرتے جو اپنے عموم کے ساتھ اس کی مشروعیّت کو شامل ہے اور خاص دلیل طلب کرتے ہیں انہیں ایسا عظیم خطرہ ہے جو انہیں کُفر تک پہنچادے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی، کیونکہ اگر ہر معاملے کی مشروعیّت اور اُس سے وصفِ بدعت کی نفی کے لئے بعینہا خاص دلیل کا وُرود شرط ہو تو کتاب وسنّت کے عمومات مُعطّل اور اُن سے احتجاج باطل ہو جائے گا اور یہ دلائل شرعیّہ کے اکثر کو ڈھانا اور دائرۂ احکام کو تنگ کرنا ہوگا اور اس سے یہ لازم آئے گا کہ شریعت رہتے زمانوں تک پیش آنے والے معاملات کے بارے میں احکامات کے لئے کافی نہیں ہے اور یہ بات قدر شریعت میں نقص کے قول تک پہنچادے گی اور اس قول سے جو حاصل ہوگا وہ کفر کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

پھر ہم نے اپنے مسئلے میں صحابہ کرام وتابعین عظام اور آئمہ مسلمین کے اجماع پر عمل کرتے ہوئے دلیلِ عام کے حُجت ہونے سے استدلال کیا یہ ورنہ اس کے لئے دلیل خاص بھی ہے جسے ہم طعن کرنے والوں کے حلق میں زخم لگانے اور اُن کے سینوں میں جلنے والی آگ کو مزید بھڑکانے کے لئے پیش کرتے ہیں چنانچہ امام طبرانی نے محمد بن ابی یحیٰ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، آپ نے ایک شخص کو نماز

سے فارغ ہونے سے قبل ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے ہوئے دیکھا، پس جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اُسے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ (دُعا کیلئے) ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو جاتے (المعجم الکبیر للطّبرانی برقم: ۱۳،۳۲۴-۹۲/۱۴) حافظ نور الدین ہیثمی نے فرمایا کہ اِس حدیث کے رُوات ثقات ہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب الأدعیّة، باب ما جاء فی الإشارہ فی الدّعاء ورفع الیدین، برقم: ۱۷۳۴۵، ۱۰/۱۹۴)

اور دُعا میں ہاتھ اُٹھانے کے بارے میں صریح حدیث حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ سے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے سوال کرو اُس سے اپنے ہاتھوں کی پشتوں سے سوال مت کرو''۔ حافظ نور الدین ہیثمی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اس حدیث کے رِجال صحیح کے رِجال ہیں سوائے عمار بن خالد واسطی کے اور وہ ثقہ ہیں۔ (مجمع الزّوائد، کتاب الأدعیّة، باب ماجاء فی الإشارۃ فی الدّعاء ورفع الیدین، برقم: ۱۷۳۴۶، ۱۰/۱۹۴)

اور امام طبرانی نے یہ بھی روایت کیا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا اور اللہ تعالیٰ سے کشائش کا سوال کر''۔ (المعجم الکبیر للطّبرانی، برقم: ۳۸۴۲، ۴/۱۱۷)

حافظ نور الدین ہیثمی میں فرماتے ہیں اس حدیث کی سند حَسَن ہے (مجمع الزوائد، کتاب الأدعیة، باب ماجاء فی الإشارۃ فی الدُّعاء ورفع الیدین، برقم: ۱۷۳۴۲، ۱۰/۱۹۳)

امام طبرانی کی روایت ہے کہ حضرت خلاّد بن السائب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دُعا فرماتے تو اپنے مبارک ہاتھوں کی ہتھیلیاں اپنے چہرہ اقدس کی طرف اُٹھاتے۔ (المعجم الکبیر للطّبرانی، برقم: ۶۶۲۵، ۷/۱۴۱)

اور ابو یعلی اور طبرانی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا "بیشک اللہ تعالیٰ حیا فرمانے والا کریم ہے وہ اپنے بندے سے حیا فرماتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ اُٹھائے اور وہ انہیں خالی لوٹا دے اُن میں کچھ نہ ہو"۔ (مسند أبی یعلیٰ، برقم: ١٨٦٨/١٠١/١، ص٤٢٧، ایضاً، المعجم الأوسط من اسمه عبدان، برقم: ٤٥٩١، ٢٨٠/٣ وقال الهیثمی: وفیه یوسف بن محمد بن المنكدر، وقد وثق علی ضعفه بقیة رجالهما رجال الصّحیح)

پہلی حدیث میں صراحۃً نماز کے بعد ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے جبکہ دوسری احادیث میں مطلقاً دعا کے لئے ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے تو یہ احادیث اپنے عُموم کے ساتھ نماز کے بعد ہاتھ اُٹھانے کو شامل ہیں اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے "فضّ الوِعاء عن أحادیث رفع الیدَین فی الدُّعاء" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے جس میں ایک سو (١٠٠) احادیث ذِکر کی ہیں اور اس کا ذکر امام سیوطی نے "تقریب النّووی" کی شرح "تدریب الرّاوی" (١٨٠/٢ فی النوّع ٣٠) میں بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ دُعا میں ہاتھ اُٹھانے کی احادیث رسول اللہ ﷺ سے تواتر معنوی کے ساتھ متواتر ہیں اور متواتر کی بحث میں فرمایا بعض وہ ہیں جن کا معنی متواتر ہے جیسے دُعا میں ہاتھ اُٹھانے کی احادیث، میں نے انہیں ایک جزء میں جمع کیا ہے لیکن وہ قضایا مختلفہ ہیں پس اُن میں سے ہر قضیہ متواتر نہیں ہے اُن میں قدر مشترک دعا کے وقت ہاتھ اُٹھانا ہے اور وہ باعتبار مجموع کے متواتر ہے۔ (تدریبُ الرّاوی، ١٨٠/٢، النوع، ٣٠)

اور علماءِ اُصول نے فرمایا ہے کہ سنّت نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات ہیں یہ نہیں فرمایا کہ اور آپ ﷺ کے تُروک ہیں، کیونکہ ترک حکم شرعی نہیں ہے اور نہ ہی تشریعِ میں اُسے کوئی اثر ہے اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے "جب میں تمہیں کسی اَمر کا حکم دوں تو تم اُس کی حسب استطاعت بجا آوری کرو اور جب تمہیں کسی شئ سے منع کردوں تو اُس سے اجتناب کرو"، یہ نہیں فرمایا کہ جب میں کسی شئ کو ترک کردوں تو تم اُس سے اجتناب کرو، پس ترکِ شئ اُس سے منع پر دلالت نہیں کرتا وہ تو صرف جوازِ ترک پر دلالت کرتا ہے۔ کما قال العلامه الغماری

فی تقدیم "سُنّیة رَفعِ الیدین" (ص ۱۲۹)

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نماز چاشت کو ترک فرمایا ہے تو آپ کا ترک فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا ترک جائز ہے کیونکہ اگر یہ نماز واجب ہوتی تو ترک نہ فرماتے، اِسی طرح دُعا میں ہاتھ بلند فرمانا کبھی ترک فرمایا ہے تو یہ اُس کے جوازِ ترک کی دلیل ہے نہ کہ ممنوع ہونے کی۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض مندوبات کو چھوڑ دینے کو منع کی دلیل بنانے میں خیر کے کثیر ابواب کو بند کرنا اور اُس کے تارک کو اُس کے ثواب کی تحصیل سے محروم کرنا لازم آئے گا جو کہ کسی طرح بھی جائز نہیں کیونکہ مندوبات کی طرف ہدایت کیلئے آیات واحادیث کا عموم کافی ہوتا ہے جو فعلِ خیر پر دلالت کرتا ہو۔

اور جس شخص کا سینہ کُشادہ ہوگا اور وہ اہلِ انصاف میں سے ہوگا اور اپنی آنکھوں سے اُس نے تعصُّب کی عینک اُتار دی ہوگی اور وہ جب اِس رسالہ کو پڑھے گا تو حق کو پہچان لے گا۔ اور ہم نے اِسے حق اِس لئے کہا کہ اِس مؤقّف پر دلائل قویہ اور نُصوص صریحہ کثیرہ موجود ہیں کہ جن کا انکار صرف معاند ہی کر سکتا ہے اور اس صحیح مؤقّف سے عُدول وہی کرے گا کہ جس کے دل میں یہ بات گھر کر گئی ہوگی کہ جس پر وہ ہے وہی سنّت مشروعہ ہے اور جو اس کے خلاف ہے وہ بدعت ممنوعہ ہے۔

اور سلیمُ العَقل اور غیر مُعانِد شخص اِس سے اپنے خطا پر واقف ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ہم خیال لوگوں کو بھی خطا پر متنبہ کرے گا، اور یہی سیدھا راستہ ہے کہ جس پر ایک مسلمان کو چلنا چاہئے کہ جب اُس کے لئے حق ظاہر ہو جائے تو حق کو قبول کرلے اور سلف صالحین کا یہی طریقہ تھا جیسا کہ ابن القیم کے "کتاب الروح" میں ہے کہ خلّال نے کہا کہ مجھے خبر دی حسن بن احمد ورّاق نے وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھے علی بن موسیٰ حدّاد نے جو "صدوق" تھے وہ فرماتے ہیں میں امام احمد بن حنبل اور محمد بن قُدامہ جوہری کے ساتھ ایک جنازہ میں تھا، پس جب میّت کو دفن

کیا گیا تو ایک نابینا شخص قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگا، تو امام احمد بن حنبل نے اُسے کہا کہ اے پڑھنے والے! قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت بدعت ہے۔

پس جب ہم قبرستان سے نکلے تو محمد بن قُدامہ نے امام احمد سے کہا اے ابا عبداللہ! آپ مُبشّر حلبی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ثقہ ہیں، پوچھا آپ نے اُن سے کچھ لکھا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں تو محمد بن قُدامہ نے کہا مجھے مُبشّر حلبی نے عبدالرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج سے خبر دی، انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ انہوں نے وصیّت کی کہ جب مجھے دفن کیا جائے تو میرے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات کی تلاوت کی جائے اور فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اِس کی وصیّت کرتے ہوئے سُنا ہے، تو امام احمد نے اُنہیں کہا لوٹو اور اُس شخص سے کہو کہ قرآن کریم کی تلاوت کرے۔

اور احقر کا اپنا مشاہدہ بھی رہا ہے کہ علماءِ حقّہ حق قبول کرنے میں تأمل نہیں کرتے، حضرت پیر ابراہیم جان سرہندی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ کے مفتی صاحب نے ایک فتویٰ لکھا اور حضرت علیہ الرحمۃ نے اُس پر تصدیقی کلمات تحریر فرمائے اور دستخط فرمادیئے، جب وہ فتویٰ ہمارے استاد، شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا مفتی صاحب نے اِس میں جو عبارت تحریر کی ہے اُس کے مطلب کو سمجھنے میں اُن سے سہو ہوا ہے اور آپ نے اُسی استفتاء کا جواب لکھا اور حضرت پیر صاحب علیہ الرحمہ کو بھجوادیا جب یہ جواب آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے اُسے پڑھتے ہی اپنے دارالافتاء سے جاری ہونے والے فتویٰ سے فوراً رجوع فرمالیا اور رُجوع نامہ لکھ کر دیا اور سہو پر آگاہی کا شکریہ بھی ادا کیا۔

اور یہ رسالہ "التُّحفَةُ المَرغُوبَةِ فِی اَفضَلِیَّةِ الدُّعَاءِ بَعدَ المَکتُوبَةِ" ایک جامع اور اپنے موضوع پر کامل تحریر ہے جو علامہ کبیر، مُحدِّث، فقیہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی (المولود ۱۱۰۴ھ والمتوفی ۱۱۷۴ھ) کی تصنیف ہے یہ رسالہ ۱۴۰۳ھ میں مفتی سید شجاعت علی قادری مہتمم دارالعلوم

نعیمیہ، کراچی کی تحقیق سے کراچی سے شائع ہوا اور مفتی صاحب مرحوم نے اِس رسالہ کا مخطوطہ احقر کے دادا اُستاد مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید علیہ الرحمہ سے حاصل کیا تھا جس کا ذِکر آپ نے اپنی تحقیق کے مقدمہ میں بھی کیا، پھر ۱۴۱۶ھ میں علامہ عبدالفتاح ابوغدّہ نے اِس رسالہ کو مختصر کیا اور اپنی تحقیق سے اِس موضوع پر دیگر رسائل کے ساتھ جمع کیا جسے ۱۴۱۷ھ میں "مکتب المطبوعات الإسلامیّة" حلب اور "دار البشائر الإسلامیّة" بیروت نے "ثَلَاثُ رَسَائِل فِي اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ وَرَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیهِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ الْمَکْتُوبَةِ" کے نام سے شائع کیا۔

اور اب برادرم علامہ محمد عبداللہ فہیمی سندھی زِیدمجدُہٗ نے مخطوطات سے اِس رسالہ کو نقل کیا اور تحقیق وتخریج اور تراجم علماء وتعارف کُتُب کے ساتھ اِس کا اُردو ترجمہ بھی کیا جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی علیہ الرحمہ نے اِس رسالہ کو دو ابواب اور ایک خاتمہ میں تقسیم کیا ہے، پہلا باب فرض نماز کے بعد اصل دُعا کے سنّۃ مستحبّہ ہونے کے بیان میں ہے اور دوسرا باب اِس کا بیان ہے کہ فرض نماز کے بعد سنّت سے قبل دُعا بلا کراہت جائز ہے اور خاتمہ میں اُن روایات فقہیہ کا جواب ہے کہ جن سے مخالفین نے استدلال کیا ہے اور اِس رسالہ کا ماحاصل ذِکر کیا ہے۔

پھر ہر باب کو دو فصلوں میں تقسیم کیا ہے، پہلی فصل میں اُن احادیث کا ذکر ہے جو مقصود پر دلالت کرتی ہیں اور دوسری فصل اُن روایات فقہیّہ کے بیان میں ہے جو مقصودِ پر دلالت کرتی ہیں اور مُصنِّف نے صرف کُتُب فقہ حنفی سے روایات نقل کرنے پر ہی اکتفا کیا اور اِسی پر اعتماد کیا ہے کیونکہ وہ خود حنفی تھے اور آپ نے اِسے اپنے مُلک کے علماء وطلباء کے لئے تحریر کیا اور وہ سب حنفی تھے، لیکن علامہ عبدالفتاح ابوغدّہ نے جب اِس کو مختصر کیا تو عبارات فقہیّہ کو حذف کردیا اور اس حذف کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ "جب میں نے بلادِ عربیہ کے علماء وطلباء کے لئے اِس رسالہ کی خدمت کا عزم کیا تو میں نے روایاتِ فقہیّہ اور اخبارِ غریبہ غیر محفوظ کے حذف کے ساتھ اِس کا

اختصار کیا کیونکہ احادیثِ صحیحہ اور جو اُن کے مقارب ہیں وہ مطلوب اور ثبوتِ مسئلہ کے لئے کافی ہیں، مگر روایات فقہیّہ کا حذف وہ اس لئے کہ فرض نماز کے بعد دُعا اور اُس میں ہاتھ اُٹھانا کُتب فقہ میں موجود ہے جس کا کوئی فقیہ انکار نہیں کرتا خصوصاً کُتب فقہ حنفی تو وہ نماز کے بعد استحباب دُعا پر متفق ہیں"۔(ثلاث رسائل فی استحباب الدُعاء، ص ۱۰-۱۱)

اس تحقیق سے جو نتیجہ حاصل ہوا وہ یہ ہے کہ فرض نمازوں کے بعد مختصر دُعا مستحب ہے چاہے نماز ظہر، مغرب اور عشاء ہو اور مذکورہ نمازوں کے بعد طویل دُعا مکروہ تنزیہی ہے جس کا مرجع خلافِ اَولیٰ ہے اور فرائض کے بعد جو دُعا ہمارے ہاں مانگی جاتی وہ مختصر ہی ہوتی ہے۔

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم دار الحديث و الإفتاء بجامعة النُّور
لجمعيّة إشاعة أهل السنّة (باكستان)

عملی فی تحقیق الرسالة و تخریجها

اِس رسالے کی تحقیق میں ہم نے مندرجہ ذیل کام کیئے۔

☆ ...... ہم نے اِس مخطوطہ کو ایک مخطوطہ اور مطبوعہ کتاب کے ساتھ موازنہ کیا۔

☆ ...... ترجمہ کرنے میں تسہیل سے کام لیا تاکہ قاری کو پڑھنے میں آسانی ہو۔

☆ ...... جہاں کہیں مشکل مقام محسوس ہوا وہاں تعلیق یا توضیح قائم کی ہے۔

☆ ...... آیاتِ قرآنی، اَحادیثِ نبویہ اور فقہی روایات کی حتی المقدور اُن کے مصادر سے تخریج کی ہے تاکہ قاری کو اصل کتاب میں تلاش کرنے کے لئے آسانی ہو۔

☆ ...... مُصنِف علیہ الرحمۃ کی ذِکر کردہ کُتُب کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

☆ ...... اِس رسالے میں جو اَعلام ذکر کیئے گئے ہیں اُن کا احوال پیش کیا گیا ہے۔

☆ ...... مُصنِف علیہ الرحمہ کے مختصر اَحالات بیان کیئے ہیں۔

☆ ...... اِس رسالہ پر تقدیم لکھوائی ہے۔

☆ ...... اس رسالہ میں پائے جانے والے عنوانات کی فہرست پیش کی ہے۔

☆ ...... اِس رسالے کی فہرس اور مآخذ و مراجع کی فہرست بنائی ہے۔

اِنسان نسیان سے ہے۔ میں اِس بات کا اِعتراف کرتا ہوں کہ اِس ترجمہ، تخریج یا تحقیق میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ ربّ العٰلمین عزّ وجلّ کے اِحسانات اور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات اور سیدی وسندی شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے فیوض کا اثر ہے۔ اور جو اِس میں عُیوب وخامیاں ہیں اِس میں میرے نسیان کو دخل ہے لھٰذا جہاں کہیں عیب وخامی پہ مطلّع ہوں برائے کرم مجھے ضرور آگاہ فرمائیے گا۔

تراب أقدام العلماء

محمد عبد الله الفهیمی السّندی

لاڑکانہ، ۰۳۳۱۳۴۱۵۳۸۰

وصفُ المَخطُوطة

ہم نے اِس رسالے کی تحقیق، تخریج وترجمہ کرتے وقت دو مخطوطوں کا اِعتبار کیا ہے۔

مخطوطہ (اَلف):

یہ مخطوطہ "المکتبةُ الکریمیّة" لأستاذ العلماء و الحُفّاظ جامعِ المعقول و المنقول فقیہِ العصر مفتی سیّدی و أستاذی قبلہ و کعبہ کریم بخش مگسوی جشموی أفاض الله تعالیٰ فیوضہ علینا واقع مدرسہ عربیہ اکبریہ دارالقرآن جامع اکبری مسجد میہڑ ضلع دادو سندھ میں موجود ہے۔ اِس مخطوطہ کا خط صاف لیکن اَلفاظ باریک ہیں، یہ مخطوطہ پندرہ (۱۵) صفحات پہ مشتمل ہے، ہر صفحہ (۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸) سُطور پر مشتمل ہے۔ ہر سطر (۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳) کلمات پہ مشتمل ہے۔ خط واضع ہے اور یہ مخطوطہ مکمل اور صحیح وسالم ہے۔ اِس کے آخر میں نسخ کی تاریخ اور ناسخ کا نام اِس طرح لکھا ہوا ہے:

و قد کتَبَ تلك الرّسائل الأَحقرُ الأنام الرّاجی فی رَحمةِ ذی الجَلال القَوِی أبو الجمال خُدا بخش الملوی غفر الله له و لِوَالدَیه و جمیعِ المُسلِمِین و المُؤمِنِینَ فی تاریخ العشرة من شهر ذی الحجّ فی سنة ۱۳۴۲ ھ اللّهم أثبت فی السنّة و الجماعة آمین ۔ ۱۲

مخطوطہ (ب):

یہ مخطوطہ علامہ ڈاکٹر مولوی عبدالرسول مگسی کے کُتب خانے "المکتبةُ القادریّة" میں موجود ہے۔ اِس رسالے میں اُنیس (۱۹) صفحات ہیں اور ہر صفحے میں (۱۸، ۱۹، ۲۴، ۲۵) سطریں ہیں، اِس مخطوطہ کا خط صاف اور الفاظ واضح ہیں اور یہ مخطوطہ مکمل اور صحیح وسالم ہے۔ اِس کے آخر میں ناسخ کا نام اِس طرح لکھا ہوا ہے:

تمام شُد از دستِ حافظ موسیٰ الیاسی از نسخۂ مولوی عبد الرؤف صاحب شخار فوری نقل کردہ شُد یداز نسخہ قدیمہ مولوی لعل محمد صاحب متعلوی۔

١

مخطوطہ (اَلف) کا پہلا صفحہ

(١)

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible] وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه ومن نحا نحوه وبعد فيقول العبد

[illegible] بن عبد الغفور بن عبد الرحمن السندي التتوي كان الله له وجه

[illegible] آمين آمين انی قد [illegible] عن الدعاء بعد الصلوة المكتوبة هل هي [illegible] لا وان الدعاء

[illegible] فبيان يكون الدعاء قبل [illegible] المؤكدة في صلوة بعدها سنة او بعدها فقلت

[illegible] بعد المكتوبة سنة مستحبة لا يجس تركها لا سيما في حق الامام وجاز فيه ان يكون قبل [illegible]

[illegible] كما يجوز ان يكون بعدها والافضل [illegible] قبل السنة [illegible] طويلا فوافقني [illegible]

[illegible] فضلاء العصر [illegible] وخالفني بعضهم مستدلين بالروايات المنقولة من جواهر [illegible] والاشباه

[illegible] بكراهة الدعاء قبل السنة فكتبت [illegible] واوردت

[illegible] في خاتمة هذه الرسالة [illegible] من الاحاديث النبوية صلى الله تعالى

[illegible] بما يدل على عدم كراهة الدعاء قبل السنة بل على انه الافضل [illegible]

[illegible] نبينا محمد صلى الله عليه وسلم ومن الروايات الفقهية المعتمدة وشرعت فيها صبيحة ليلة [illegible] التاسع عشر

من شهر صفر المظفر سنة الف ومائة وثمان وستين من الهجرة النبوية على [illegible] افضل الصلوات

واشرف السلام والتحية وسميتها التحفة المرغوبة في افضلية الدعاء بعد المكتوبة [illegible]

على بابين وخاتمة الباب الاول في ان الدعاء بعد المكتوبة سنة مستحبة الباب الثاني في ان الدعاء

بعد المكتوبة قبل السنة جائز بلا كراهية بل هو افضل من ان يكون بعد السنة [illegible]

في بيان الروايات التي [illegible] وبيان [illegible] هذه الرسالة الباب الاول في ان اصل الدعاء

بعد المكتوبة سنة مستحبة وفيه فصلان الفصل الاول في الاحاديث الواردة في ان اصل الدعاء بعد

المكتوبة سنة مستحبة فاقول مستعينا بالله العظيم قد اخرج الترمذي في سننه والنسائي في سنن [illegible]

والليلة عن ابي امامة الباهلي رضي الله تعالى عنه قال [illegible] يا رسول الله اي الدعاء اسمع قال جوف

٤٥

مخطوطہ (ب) کا آخری صفحہ

التُّحفَةُ المَرغُوبَةُ

فِي أَفضَلِيَّةِ الدُّعاءِ بَعدَ المَكتُوبَةِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اُس کے لئے جو اپنی ذات میں یکتا ہے۔ اور درود و سلام اُس نبی پر جس کے بَعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل واَصحاب اور آپ کی پیروی کرنے والوں پر بھی۔ اُس کے بعد اپنے بے نیاز ربّ کی رحمت کا محتاج بندہ محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمٰن سندھی ٹھٹوی اُس کے لِئے ہر گھڑی اور ہر آن اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو عرض کرتا ہے کہ مجھ سے سوال کیا گیا کہ فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا سنّت ہے یا نہیں؟ اور وہ فرض نماز جس کے بعد سُنَنِ مؤکّدہ ہیں اُن فرض نمازوں میں فرض کے بعد دُعا مانگنا سنت ہے یا نہیں؟

میں کہتا ہوں کہ بیشک فرض نماز کے بعد دعا مانگنا سنتِ مُستحبّہ ہے اور اُس کا ترک اچھا نہیں ہے بالخصوص اِمام کے لئے۔ فرض نماز کے بعد سُنّت سے پہلے بھی دُعا مانگنا جائز ہے جس طرح بعد میں دُعا مانگنا جائز ہے۔ لیکن سُنّتِ مؤکّدہ سے پہلے دُعا طویل نہ ہو۔

پس میرے بعض ہمعصر علماء میرے ساتھ مُتفق ہوگئے اور بعض نے اِختلاف کیا بایں طور کہ "جَواھِرُ الفَتَاویٰ" (۱)، "الأَشباہ" (۲) وغیرہما جن کا ذکر میں اِس رسالہ کے خاتمہ میں

۱۔ یہ اِمام رُکن الدین اَبی بکر محمد بن اَبی المفاخر بن عبد الرشید الکرمانی الحنفی متوفی ۵۶۵ھ کی کتاب ہے۔ مُصنّف علیہ الرحمۃ نے اِس کتاب کو چھ اَبواب میں تقسیم کیا ہے، پہلے باب میں رُکن الدین اَبو الفضل الکرمانی کے فتاویٰ، دوسرے باب میں جمال الدین الیزدی کے فتاویٰ، تیسرے باب میں عطاء بن حمزۃ السعدی کے فتاویٰ، چوتھے باب میں عمر النسفی کے فتاویٰ، پانچویں باب میں اَبو محمد سلیمان بن حسن الکرمانی کے فتاویٰ، اور چھٹے باب میں ائمۃ المتاخرین کے فتاویٰ ہیں۔ یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے۔ اور اِس کا عکس فقیر کے کُتب خانے "المکتبۃ الأویسیّۃ" میں موجود ہے۔ دیکھئے کشفُ الظُّنون، باب الجیم، ج۱، ص ۶۱۵، ھدیۃ العارفین، باب اللّام، ج۲، ص ۹۵

۲۔ اِس کتاب کا نام "الأشباہ و النَّظائر" ہے۔ یہ کتاب زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم متوفی ۹۷۰ھ کی تصنیف ہے۔ علامہ مصطفیٰ بن خیر الدین نے "تَنوِیرُ الأَذھَان والضَّمائِر فی شرح الأشباہ والنّظائر" کے نام سے اِس کی شرح لکھی ہے۔ علامہ محمد بن محمد التمر تاشی نے "زَواھِرُ الجَواھِر النَّضَایر" کے نام سے اِس کتاب پر حاشیہ لکھا ہے۔ اِس کے علاوہ کئی علماء نے بھی اِس کتاب پر تعلیق کا کام کیا ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔ دیکھئے کشفُ الظُّنون، باب الألف، ج ۱، ص ۸۱

کرنے والا ہوں سے اِستدلال کرتے ہوئے کہا کہ فرض نماز کے بعد سنّتِ مؤکّدہ سے پہلے دُعا مانگنا مکروہ ہے۔ پھر میں نے رسالہ لکھنا شروع کیا۔ اور اِس میں ایسے اَقوال کو جمع کیا ہے جو اِس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ فرض نماز کے بعد سُنّت سے پہلے دُعا مانگنا مکروہ نہیں ہے بلکہ اَفضل ہے۔ اور اَحادیثِ نبویہ اور روایات فقہیہ معتمدہ سے ثابت ہے۔ میں نے اِس رسالے کو جمعرات کے دِن ۲۹ صفر المظفر ۱۱۶۸ھ میں لکھنا شروع کیا۔ اور اِس کا نام "التُّحفَةُ المرغُوبَةُ فِی أَفْضَلِیَةِ الدُّعَاءِ بَعْدَ المَکْتُوبَة" رکھا۔ اِس رسالے میں دو باب اور ایک خاتمہ ہے۔ پہلے باب میں یہ ثابت کیا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا سنّتِ مستحبّہ ہے اور دوسرے باب میں یہ ثابت کیا ہے کہ بیشک فرض نماز کے بعد سنّتِ مؤکّدہ سے پہلے دُعا مانگنا بلا کراہت جائز ہے بلکہ اَفضل ہے لیکن وہ دُعا طویل نہ ہو۔ اور خاتمہ میں اُن روایات کا بیان ہے جن سے مُخالفین نے اِستدلال کیا ہے اور اِس رسالے کا ماحاصل بیان کیا ہے۔

پہلا باب

فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا سُنّتِ مُستحبّہ ہے

اور اِس میں دو فصلیں ہیں

ا۔ پہلی فصل

اُن اَحادیث کا بیان جو اِس بات پہ دال ہیں کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا سُنّتِ مُستحبہ ہے۔ پس میں عظیم پروردگار عزّ وجلّ سے مدد لیتے ہوئے کہتا ہوں کہ: ترمذی (۳)

۳۔ آپ کا نام امام ابوعیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک ابن السکن السلمی الترمذی ہے جو ۲۰۹ھ میں بلخ کے شہر "ترمذ" میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں "الجامعُ الصَّحِیح"، "کتابُ العِلَل"، "کتابُ التَّاریخ" اور "کتابُ الشَّمائل النَّبوِیَّة" وغیرہا شامل ہیں۔ آپ کا وصال ۱۳ رجب المرجب ۲۷۹ھ کو "ترمذ" میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ دیکھئے: تَهذِیبُ التَّهذِیب، ترجمة محمد بن عیسیٰ، رقم ۷۳۳۰، ج ۵، ص ۲۳۱، و کشف الظُّنون، ج ۲، ص ۱۹۷۹

اُپنی "سُنَن" (۴) میں اور نسائی (۵) "عَمَلُ الیوم و اللّیلۃ" (۶) میں حضرت ابی اُمامہ باھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا گیا کہ کون سی دُعا زیادہ مقبول ہے؟ (۷) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''آدھی رات کے بعد والی دُعا اور فرض نماز کے بعد والی دُعا۔'' (۸) ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث ''حَسَن'' ہے۔ (۹) علامہ عبد الحق (۱۰) اُپنی فارسی کتاب

۴۔ اِس کا نام "الجامِعُ الصَّحِیح" و "سُنَنُ الترمذی" ہے۔ لیکن اِس کا زیادہ مشہور نام "الجامِعُ الصَّحِیح" ہے اور چونکہ اِس کتاب کی ترتیب ابوابِ فقہ پر بھی ہے اِس لئے اِسے سُنَن بھی کہا جاتا ہے، یہ کتاب مطبوع شُدہ ہے۔ جامع الترمذی کی کافی شروحات ہیں جن میں ابن عربی متوفی سنہ ۵۴۶ھ کی "عارِضۃُ الأَحوَذِی" اور عمر بن رسلان متوفی ۸۰۵ھ "العُرفُ الشَّذی" اور سیوطی کی "قوتُ المُغتذِی" وغیرہم مشہور ہیں۔

۵۔ آپ کا نام الامام الحافظ اُبو عبد الرحمٰن اُحمد بن علی بن شعیب بن علی الخراسانی ہے، آپ کی ولادت ۲۱۴ھ میں ہوئی، آپ کی تصانیف میں: "کتاب الجُمعۃ"، "المُجتبیٰ فی مُختصر السُّنَن الکُبریٰ"، "مناسکُ الحجّ" وغیرہم شامل ہیں، آپ کا "الرملۃ" میں ۳۰۳ھ میں وصال ہوا۔ دیکھئے: کشفُ الظّنون، باب السّین المھملۃ، ج ۲، ص ۱۰۰۶، ھَدیۃُ العارِفین باب السّین، ج ۱، ص ۵۶

۶۔ اِس کتاب میں رات اور دن کے وظائف اور دُعائیں مذکور ہیں۔ اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

۷۔ یہاں دُعا عام ہے جو حاجات مانگنے اور ماثورہ دُعائیں مانگنے دونوں کو شامل ہے۔

۸۔ عَمَلُ الیوم و اللّیلۃ للنّسائی، ما یستحب من الدّعاء دبر الصّلوٰۃ المکتوبۃ، الحدیث: ۱۰۷، ص ۱۸۶ أیضاً سُنَن الترمذی، الدّعوات مِن رسول اللہ، ما جاء فی عقد التّسبیح بالید، الحدیث: ۳۴۹۹، ج ۵، ص ۵۲۶

۹۔ سُنَن الترمذی، کتاب الدّعوات من رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی عقد التّسبیح بالید، الحدیث: ۳۴۹۹، ج ۵، ص ۵۲۶

۱۰۔ آپ کا نام اِمام خاتم المحققین الفقیہ، المحدِّث عبد الحق بن سیف الدّین بن سعد اللہ البخاری الدہلوی ہے۔ ہند کی سرزمین پہ سب سے پہلے آپ ہی نے علمِ حدیث پھیلایا۔ آپ کی ولادت ۹۵۸ھ میں ہوئی۔ آپ کی تصانیف کافی زیادہ ہیں۔ اُن میں سے "أشعۃُ اللّمعات شرح المِشکاۃ"، "لَمعاۃُ التّنقیح شرح مِشکواۃُ المَصابیح"، "تکمیلُ الإیمان و تقویۃُ الإیقان"، "جذابُ القُلوب

شرح مشکوٰۃ (۱۱) میں فرماتے ہیں کہ: اِس عبارت سے یہ ظاہر ہوا کہ دُعا سے مراد فرض نماز کے بعد جو مُتّصل ہو۔ (۱۲) بخاری (۱۳) اپنی "تاریخ اَوسط" میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: "بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد دُعا فرماتے تھے۔" (۱۴)

امام مسلم (۱۵) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ: جب

إلى طريقِ المَحبُوب " (جس کا عکس فقیر کے کُتب خانے "المكتبةُ الأويسيّه" میں موجود ہے)" جَذبُ القُلُوب إلى دَارِ المَحبُوب "، "أخبارُ الأخيار في أسرَارِ الأبرَار" وغیرہا شامل ہیں، آپ کا وصال ۱۰۵۲ھ میں دہلی میں ہوا، وہیں آپ کی قبر مشہور و معروف اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔ دیکھیے: كشفُ الظُّنون، باب الجيم، ج ١، ص ٥٨١، مُعجمُ المُؤلّفين، ج ٥، ص ٩١

۱۱۔ اِس کا نام "أشعةُ اللّمعَات شرح المِشكَاة" ہے۔ اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

۱۲۔ أشعةُ اللّمعَات، كتاب الصّلوٰة، باب الذّكر بعد الصّلوٰة، الفصل الثّاني، ج ١، ص ٤١٨

۱۳۔ آپ کا نام اِمام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بخاری جُعفی ہے۔ ۱۳ شوال المکرم ۱۹۴ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ایک عظیم مُحدِّث اور صالح اِنسان تھے۔ اِمام بخاری کی تصانیف بیس سے زیادہ ہیں۔ اور آپ کے تلامذہ کی تعداد لاکھ سے زائد تھی۔ یکم شوال المکرم ۲۵۶ھ میں ۶۲ سال کی عمر گذار کر اِس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ اِمام بخاری کے وصال کے بعد آپ کی قبر مُبارک کی مٹی سے مُشک کی خوشبو آتی تھی اور لوگ آپ کی قبر کی مٹی کو بطورِ تبرک لے جایا کرتے تھے۔ ایک بار اہلِ سمرقند قحط میں مبتلا ہوئے متعدد بار بارش کی دُعائیں کیں مگر بارش نہ ہوئی، کسی نے وہاں کے قاضی سے کہا تم لوگوں کے ساتھ اِمام بخاری کی قبر پہ جاؤ وہاں جا کر دُعا مانگو چنانچہ قاضی صاحب لوگوں کے ساتھ اِمام بخاری کی قبر پہ آئے اور لوگوں نے صاحبِ قبر کے وسیلے سے دُعائیں کیں تو اِتنی بارش ہوئی کہ لوگ سات دن تک سمرقند نہ جاسکے۔ (مِرقاةُ المَفاتِيح، خطبة الكتاب، ص ٥٧)

۱۴۔ تاريخ الأوسَط، ج ٥، ص ١۔ اور یہ حدیث شریف "التاريخ الكبير" للبخاری میں اس طرح ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی نماز کے بعد دُعا فرمایا کرتے تھے۔

۱۵۔ آپ کا نام اِمام ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاد القُشیری ہے، آپ خُراسان کے ایک شہر "نیشاپور" میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے سال میں اِختلاف ہے شاہ عبد العزیز مُحدِّث دہلوی نے ۲۰۲ھ امام ذہبی نے ۲۰۴ھ اور ابن اثیر نے ۲۰۶ھ لکھا ہے۔ آپ کی "صحیح مسلم" کے علاوہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اَپنی نماز سے فارغ ہوجاتے تھے تو تین بار استغفار فرماتے تھے اور فرماتے تھے: "اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ۔" (۱۶) اِمام اَوزاعی جو اِس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہے آپ سے پوچھا گیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِستغفار (۱۷) کیسا تھا؟، آپ نے جواب دیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم استغفر اللّٰہ ،استغفر اللّٰہ ،استغفر اللّٰہ فرماتے تھے۔(۱۸) بخاری ومسلم اَپنی "صَحِیحَین" میں اور ابوداوٗد (۱۹) وترمذی اپنی "سُنَن" میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوجاتے تھے تو فرماتے تھے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَ لَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَ لَا

اور بھی تصانیف ہیں مگر زیادہ شہرت اور مقبولیت "صحیح مسلم" کو حاصل ہوئی۔ آپ نے ۲۴ رجب المرجب ۲۶۱ھ بروز اتوار شام کے وقت "نیشاپور" شہر میں وصال فرمایا۔ آپ کی قبر وہاں معروف ومشہور ہے۔ دیکھئے: تَهذِيبُ التَّهذِيب، برقم: ۷۸۰۸، ج ۵، ص ۴۰۶، تَذكِرَةُ الحُفّاظ، برقم: ۶۱۳، ج ۱، ص ۱۲۵، سِيَر أعلامُ النُّبلاء، برقم: ۲۱۸۰، ض ۱۰، ص ۱۷۴

۱۶۔ صَحِيحُ مسلم، كتابُ المساجد و مواضع الصّلوٰة، باب استحباب الذّكر بعد الصّلوٰة وبيان صفته، الحديث: ۱۳۶۲، ج ۲، ص ۹۴

۱۷۔ استغفار دُعا ہے کیونکہ استغفار کہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنے کو۔

۱۸۔ صَحِيحُ مُسلِم، كتابُ المساجد و مواضع الصّلوٰة، باب استحباب الذّكر بعد الصّلوٰة وبيان صفته، الحديث: ۱۳۶۲، ج ۲، ص ۹۴

۱۹۔ آپ کا نام الامام الحافظ اَبوداوٗد سلیمان بن اَشعث بن اسحاق الحنبلی ہے، آپ کی ولادت ۲۰۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی تصانیف میں: "كتابُ المَراسِيل"، "كتابُ التَفَرُّد فى السُّنَن" اور "دَلائِلُ النُّبوَّة" وغیرہا شامل ہیں، آپ کا بصرہ میں ۲۷۵ھ میں وصال ہوا۔ دیکھئے: كشفُ الظُّنون، باب السّين المهملة، ج ۲، ص ۱۰۰۵، هَديَةُ العَارِفين، باب السّين، ج ۱، ص ۳۹۵

يَنفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنكَ (۲۰)۔"(۲۱)

امام بخاری نے (اپنی "صَحِيح " کے) "كتابُ الاعتِصَام" میں فرمایا ہے کہ:"نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِن کلمات کو ہر نماز کے بعد ادا فرماتے تھے۔"(۲۲) اور بخاری (اپنی "صَحِيح " کے) "كتابُ الصلوٰة" میں فرماتے ہیں کہ:"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِن کلمات کو ہر فرض نماز کے بعد ادا فرماتے تھے۔"(۲۳) پس یہ عموم شامل ہے ہر فرض نماز کو کہ جس کے بعد سُنّتیں ہوں یا نہ ہوں۔

مسلم اَپنی "صَحِيح" (۲۴) میں اور اَبوداؤد و نسائی کی اَپنی اپنی "سُنَن" میں حضرت

۲۰۔ کُتُبِ احادیث میں مِنكَ الجَدُّ ہے۔

۲۱۔ صحيح البخاری، كتاب الدّعوات، باب الدعاء بعد الصّلوٰة، الحديث:٥٩٧١، ج٥، ص٢٣٣٢۔ أيضاً صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذّكر بعد الصلوٰة و بيان صفته، الحديث:١٣٦٦، ج ٢،ص ٩٥۔ أيضاً سُنَن أبی داؤد، كتاب الوتر، باب مايقول الرّجل إذا سلّم، الحديث:١٥٠٧، ج١، ص٥٥٧۔ أيضاً سُنَن التّرمذی، كتاب صفة الصّلوٰة، باب التّهليل بعد التّسليم، الحديث:١٣٤٢، ج٣، ص٧١

۲۲۔ صحيحُ البخاری، كتابُ الاعتصام بالكتاب و السنّة، باب ما يكره من كثرة السّوال و تكلّف مالايعنيه، الحديث:٦٨٦٢، ج٦، ص٢٦٥٩

۲۳۔ صحيحُ البُخاری، كتاب الصّلوٰة، باب الذّكر بعد الصّلوٰة، الحديث:٨٠٨، ج١، ص٢٨٩

۲۴۔ اِس کتاب کا مکمل نام "المُسند الصّحيح المُختصَر مِن سُنَن بنقلِ العَدلِ عن العَدلِ عن رسول الله ﷺ" ہے لیکن یہ "الجامعُ الصّحيح" کے نام سے زیادہ معروف و مشہور ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ ہے اِس کتاب کی تخریج میں بہت سی کُتُب تصنیف کی گئی ہیں۔ اور بہت سے علماء نے اس کی شرح لکھی ہے جیسے قاضی عیاض بن موسی المالکی متوفی ۵۴۴ھ نے "الإكمال فی شرحِ مُسلم" کے نام سے اِس کتاب کی شرح لکھی ہے۔ یحیی بن شرف النووی متوفی ۶۷۶ھ نے "المِنهَاج فی شرح مسلم بن الحجّاج" کے نام سے اِس کی شرح لکھی ہے، جلال الدین السیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے "الدِّيباج على صَحِيح مُسلِم بن الحجّاج" کے نام سے اس کتاب کی شرح لکھی ہے۔ مُلّا علی قاری متوفی ۱۰۱۶ھ نے چار جلدوں میں اِس کی شرح لکھی ہے، بہر حال اِس کتاب کی سو (۱۰۰) سے زائد شروحات لکھی گئی ہیں۔ دیکھئے: كشف الظُّنون، باب الجيم، ج١، ص١٥٥

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر فرض کے سلام پھیرنے کے بعد فرماتے تھے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ، لَہُ النِّعْمَۃُ وَ لَہُ الْفَضْلُ وَ لَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَ لَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔'' (۲۵)

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ تہلیل ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔'' (۲۶) اور بعض (رُواۃ) نے یہ اضافہ کیا ہے ''دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ مَفْرُوْضَۃٍ'' یعنی، ہر فرض نماز کے بعد پڑھتے تھے۔

بخاری و مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہو جاتے تھے تو بلند آواز سے ذِکر کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ: مجھے اتنا معلوم ہے کہ جب لوگ نماز سے فارغ ہو جاتے تھے میں اُس کو سُنتا تھا۔'' (۲۷) اور دوسری جگہ اِرشاد فرماتے ہیں کہ: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا اِختتام تکبیر سے سُنتے تھے۔'' (۲۸) شیخ عبدالحق (مُحدِّث) دہلوی ''مشکوٰۃ'' کی فارسی شرح میں فرماتے ہیں کہ: ''بیشک

۲۵۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ و بیان صفتہ، الحدیث: ۱۳۷۱، ج۲، ص۹۶۔ أیضاً سنن أبی داؤد، کتابُ الوتر، باب مایقول الرّجل اذا سلم، الحدیث: ۱۵۰۹، ج۱، ص۵۵۷۔ أیضاً سُنن النّسائی، کتاب صفۃ الصّلوٰۃ، باب التّھلیل بعد التّسلیم، الحدیث: ۱۳۳۹، ج۳، ص۶۹

۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذّکر بعد الصّلوٰۃ و بیان صفتہ، الحدیث: ۱۳۷۱، ج۲، ص۹۶

۲۷۔ صحیحُ البخاری، کتاب صفۃ الصّلوٰۃ، باب الذّکر بعد الصّلوٰۃ، الحدیث: ۸۰۵، ج۱، ص۲۸۸۔ أیضاً صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب الذّکر بعد الصلوٰۃ، الحدیث: ۱۳۴۶، ج ۲، ص۹۱

۲۸۔ صحیح البخاری، کتاب صفۃ الصّلوٰۃ، باب الذّکر بعد الصّلوٰۃ، الحدیث: ۸۰۶، ج۱، ص۲۸۸۔ أیضاً صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب الذّکر بعد الصّلوٰۃ، الحدیث: ۱۳۴۵، ج۲ ص۹۱

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں وہ لوگ ایک مرتبہ یا تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے۔" (۲۹)

امام بخاری اپنی "صَحِیح" (۳۰) میں "کِتَابُ الجِهَاد" کے شروع میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِن کلمات کے ساتھ پناہ مانگتے تھے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰی أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔" (۳۱)

ابوبکر بن شیبہ (۳۲) اپنی "مصنّف" (۳۳) میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

۲۔ أشعة اللّمعات، کتاب الصّلوٰة، باب الذّکر بعد الصّلوٰة، الفصل الأوّل، ج۱، ص۴۱۸

۳۔ اِس کتاب کا مکمل نام "الجامعُ الصّحیح المُسند مِن حدیثِ رسول اللهﷺ و سُنَنِه و أیّامِه" یا "الجامع المُسند الصّحیح المُختصر مِن أُمورِ رسولِ الله ﷺ" ہے۔ لیکن یہ کتاب عالَم میں "صَحِیحُ البُخاری" کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ یہ کتاب طبع شدہ ہے۔ "صَحِیحُ البُخاری" پر متعدد شروحات لکھی گئی ہیں۔ اُن میں حمد بن محمد الخطابی متوفی ۳۳۸ھ کی "أعلامُ السُّنَن"، مغلطائی بن قلیج الحنفی متوفی ۷۸۲ھ کی "التّلویحُ فی شرحِ الجامعِ الصَّحِیح"، شمس الدین محمد بن یوسف الکرمانی متوفی ۷۷۵ھ کی "کَوکَبُ الدَّرارِی"، ابوالفضل ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ کی "فتحُ البَاری"، محمود بن احمد العینی متوفی ۸۵۵ھ کی "عُمدةُ القَارِی"، جلال الدین السیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی "التوشیع علی الجامع الصّحیح" وغیرہا شامل ہیں۔ دیکھئے: کشف الظُّنون، باب الجیم، ج۱، ص ۵۴۱

۳۔ صحیحُ البُخاری، کتاب الجهاد و السِّیَر، باب ما یتعوّذ من الجبن، الحدیث: ۲۶۶۷، ج۳، ص۱۰۳۸

۳۲۔ آپ کا نام الامام الحافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن أبی شیبہ المعروف ابن أبی شیبہ ہے، آپ کی تصانیف میں: "تفسیرُ القرآن"، "کتابُ الأحکام"، "کتابُ التّاریخ"، "کتابُ الفُتوح" وغیرہا شامل ہیں، آپ کا ۲۳۵ھ میں وصال ہوا۔ دیکھئے: کشف الظُّنون، باب المیم، ج۲، ص ۱۷۱۱، هَدِیَةُ العَارفین، باب العَین، ج۱، ص ۴۴۰

۳۳۔ اِس کتاب کا مکمل نام "المُصنّفُ لابن أبی شَیْبَه" یا "المُسند لابن أَبی شَیْبَة" ہے۔ اِس کتاب میں آپ علیہ السلام ﷺ کی اَحادیث کے علاوہ صحابہ کرام کے اَقوال اور تابعین کے فتاویٰ بھی شامل ہیں، اور یہ کتاب طبع شدہ ہے۔ دیکھئے: کشف الظُّنون، باب المیم، ج۲، ص ۱۷۱۱

تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِرشاد فرماتے تھے جب آپ میں سے کوئی ایک اپنی نماز سے فارغ ہو جائے تو یہ کہے: اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَیرِ كُلِّهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ، وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ، وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ مِنْ خَیرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ عِبَادُكَ الصَّالِحُونَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الصَّالِحُونَ، رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ، رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا، وَ كَفِّرْ عَنَّا سَیِّئَاتِنَا، وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ، رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ، وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ، إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیعَادَ۔'' (۳۴)

امام ابوداود (۳۵) اور نسائی اپنی اپنی "سُنَن" میں اور ابو نعیم (۳۶) "حِلیة" (۳۷) میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ: بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ ''اے معاذ! تم اپنی ہر نماز کے بعد اِن کلمات سے منھ نہ پھیرنا: اَللّٰھُمَّ أَعِنِّی عَلٰی ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔'' اور ابو نعیم کے یہ الفاظ

۳۴۔ المُصَنَّفُ لِابن أبی شَیبَة، كتاب الصّلوٰة، باب مایقال بعد التّشهّد مما رخّص به، الحدیث: ۳۰۴۲، ج۱، ص ۲۹۶

۳۵۔ امام طبرانی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ختم فرماتے تو یہ دُعا فرماتے: اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْئَلُكَ مِنَ الْخَیرِ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ وَ مَا لَمْ أَعْلَمْ، وَ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ (كتاب الدُّعاء للطبرانی، جامع أبواب القول فی أدبار الصّلوات، برقم: ۶۵۵، ص ۲۰۸)

۳۶۔ آپ کا نام الحافظ أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن اسحٰق الأصبهانی ہے، آپ کی ولادت ۳۳۶ھ میں ہوئی ہے، آپ کی تصانیف میں: "حُرْمَةُ المَسَاجِدِ"، "الطِّبُّ النَّبوِیّ"، "كتابُ الرِّیاضة و الأدب"، "كتابُ المَهدی" وغیرہا شامل ہیں۔ آپ کا وصال ۴۳۰ھ میں ہوا۔ دیکھئے: كشف الظّنون، باب الحاء المهمله، ج۱، ص ۶۸۹۔ هدیة العارفین، باب الألف، ج۱، ص ۷۴

۳۷۔ اِس کتاب کا نام "حِلیةُ الأولیاء و طبقات الأصفیاء" ہے۔ یہ کتاب طبع شدہ ہے، فقیہ عبد الرحمٰن بن أبی الحسن المعروف ابن الجوزی الحنبلی متوفی ۵۹۷ھ نے "صفوةُ الصَّفوة" کے نام سے اِس کتاب کو مختصر کیا ہے۔ دیکھئے: كشف الظّنون، باب الحاء المهمله، ج۱، ص ۶۸۹

ہیں: "أعنِی عَلیٰ تلاوۃِ القُرآنِ وَ کَثرَۃِ ذِکرِكَ ---إلیٰ آخِرہ۔" (۳۸)

امام اَحمد (۳۹) اپنی "مُسنَد" (۴۰) میں حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "جس شخص نے مغرب اور نمازِ فجر کے بعد " لا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحدَہُ لَا شَرِیكَ لَہُ لَہُ المُلكُ وَلَہُ الحَمدُ بِیَدِہِ الخَیرُ یُحیِی وَیُمِیتُ وَھُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیءٍ قَدِیر" پڑھا، اُس کے لئے ہر ایک لفظ کے بدلے میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گُناہ مٹائے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کئے جاتے ہیں اور وہ ہر ناپسندیدہ چیز سے محفوظ رہتا ہے۔ اور شرک کے سواء اُس شخص کے تمام گُناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ شخص لوگوں میں عمل کے اِعتبار سے اَفضل ہے سوائے اُس شخص کے جو اُس سے زیادہ ذِکر کرنے والا ہو۔" (۴۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش اور معاذ بن جبل اور اِبن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم، نبی کریم

سُنَنِ أبی داؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار، الحدیث: ۱۵۲۳، ج۱، ص ۵۶۱۔ أیضاً سُنَن النّسائی، کتاب صفة الصّلوٰة، باب الدُّعاء بعد الذّکر، الحدیث: ۱۳۰۳، ج۳، ص ۵۳۔ أیضاً حِلیةُ الأَولیاء، ترجمه أبو عبد الله الصنابحی، ج۵، ص ۱۳۰

آپ کا نام الامام اَبوعبداللہ اَحمد بن محمد بن حنبل الشّیبانی المروزی ہے، آپ کی ۱۴۶ھ میں ولادت ہوئی، آپ حنبلی مذہب کے امام ہیں، آپ کی تصانیف میں: "کتابُ الأشرِبَة الصَّغیر"، "کتابُ الزُّھد"، "کتابُ المَسَائِل" وغیرہا شامل ہیں، آپ کا ۲۴۱ھ میں وصال ہوا۔ دیکھئے: کشف الظُّنون، باب المیم، ج۲، ص ۱۶۸۰، ھَدِیَةُ العَارفین، باب الألف، ج۱، ص ۴۸

اِس کتاب کا نام "المُسنَد لإمام أحمد بن حنبل" ہے، اِس میں چالیس ہزار اَحادیث مذکور ہیں، اِمام سراج الدّین عمر بن علی المعروف اِبن ملقّن الشافعی متوفی ۸۰۵ھ نے اِس کو مُختصر کیا ہے، العلامة عمر بن اَحمد المعروف ابن الشّماع الحلبی الشّافعی متوفی ۹۳۶ھ نے "الدُّرّ المُنتقَد" کے نام سے اختصار کیا ہے، امام جلال الدین السّیوطی الشّافعی متوفی ۹۱۱ھ نے "عُقودُ الزّبرجَد" کی نام سے تعلیق لکھی ہے، مُحشّی صحاحِ سِتہ امام نورالدین اَبوالحسن محمد بن عبدالھادی السِّندی متوفی ۱۱۳۸ھ نے "حاشیة علی مُسنَد الإمام أحمد بن حنبل" کے نام سے حاشیہ لکھا ہے اور یہ حاشیہ طبع شُدہ ہے۔

المُسنَد لإمام أحمد بن حنبل، عبدالرّحمٰن بن غنم الأشعری، الحدیث: ۱۸۰۱۹، ج۴، ص ۲۲۷

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: اے محمد! جب نماز پڑھو تو یہ کہو: اللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِینِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِی وَتَرْحَمْنِی وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِی قَوْمٍ فَتَوَفَّنِی غَیْرَ مَفْتُونٍ وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِی إِلَی حُبِّكَ۔'' امام اَحمد اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث ''حَسَن'' ہے۔ (۴۲)

امام ترمذی حضرت اَبی الدَّرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت بیان کرتے ہوئے اِن اَلفاظ کو بڑھایا ہے کہ: ''اللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَیَّ مِنْ نَفْسِی وَأَھْلِی وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔'' (۴۳)

ابن السُّنّی (۴۴) "عَمَلُ الیوم وَ اللَّیْلَة" اور ابوالشیخ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نماز کے بعد جب آپ دُعا کے لئے ہاتھوں کو بلند کرو تو یہ پڑھو: اَللّٰھُمَّ إِلٰھِی وَإِلٰهَ إِبْرَاھِیمَ، وَإِسْحَاقَ وَیَعْقُوبَ، وَإِلٰهَ جِبْرَائِیلَ، وَمِیكَائِیلَ، وَإِسْرَافِیلَ عَلَیْھِمُ السَّلام، أَسْأَلُكَ أَنْ تَسْتَجِیبَ دَعْوَتِی، فَإِنِّی مُضْطَرٌّ، وَ تَعْصِمَنِی فِی دِینِی فَإِنِّی مُبْتَلِیٌ، وَتَنَالَنِی بِرَحْمَتِكَ فَإِنِّی مُذْنِبٌ، وَتَنْفِی عَنِّی الْفَقْرَ فَإِنِّی مُتَمَسْكِنٌ۔'' (۴۵)

۴۲۔ المُسند لإمام أحمد بن حنبل، مُسند الأنصار، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث: ۲۲۱۶۲، ج۵، ص۲۴۳۔ أیضاً سُنَن التّرمذی، تفسیرُ القرآن عن رسول اللہ ﷺ، سورۃ ص، الحدیث: ۳۲۳۵، ج۵، ص۳۶۸

۴۳۔ سُنَن التّرمذی، کتاب الدّعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی عقد التّسبیح بالید، الحدیث: ۳۴۹۰، ج۵، ص۵۲۲

۴۴۔ آپ کا نام الحافظ اَحمد بن محمد بن اسحٰق المعروف ابن السُّنّی الدینوری متوفی ۳۶۴ھ ہے۔ آپ کی تصانیف میں: "الإیجازُ فی الحَدِیث"، "کتابُ القَنَاعَة" وغیرھما ہیں۔ دیکھئے: ھَدِیَةُ العَارِفِین، الألف، ج۱، ص۶۶

۴۵۔ عَمَلُ الیوم وَ اللَّیْلَة لابن السُّنّی، باب ما یقول فی دُبُر صلوٰۃ الصّبح، الحدیث: ۱۳۷، ص

اِسی طرح اِبن سُنّی " عَمَلُ الیَومِ وَ اللَّیلَة " میں حضرت اَبی اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ: جب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا تو ہر فرض نماز اور نفل نماز کے بعد میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اِن کلمات کو پڑھتے سُنتا تھا: " اَللّٰھُمَّ اغفِر لِی ذُنُوبِی وَخطَایَایَ کُلَّھا، اَللّٰھُمَّ اَنعِشنِی، وَاجبُرنِی، وَاھدِنِی لِصَالِحِ الاَعمَالِ وَالاَخلاقِ، اِنَّہٗ لا یَھدِی لِصَالِحِھا، وَلَا یَصرِفُ سَیِّئَھا اِلَّا اَنتَ۔ " (٤٦)

اِسی طرح اِبن سُنّی " عَمَلُ الیَوم وَ اللَّیلَة " میں اور طبرانی (۴۷) "اَوسط " (۴۸) میں حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ: جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَپنی نماز سے فارغ ہوتے اور طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ: جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد سلام پھیرتے اِس طرح فرماتے تھے: " اَللّٰھُمَّ اجعَل خَیرَ عُمرِی آخِرَہٗ،

٤٦۔ عَمَلُ الیَوم وَ اللَّیلَة لابن السُّنِی، باب ما یقول فی دُبُر صلوٰة الصُّبح، الحدیث: ١١٦، ص ٢٢١۔ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے تمہارے نبی ﷺ کی اقتداء میں جب بھی نماز ادا کی آپ کو نماز سے فراغت کے بعد یہ فرماتے ہوئے سُنا: اَللّٰھُمَّ اغفِر خَطَایَایَ وَ ذُنُوبِی کُلَّھا إلخ (المُعجم الأَوسَط، من اسمه عبد الله، الحدیث: ٤٤٤٠، ج٣، ص ٢٣٤۔ أیضاً المُعجم الصَّغیر، من اسمه عبد الله، ج١، ص ٢١٩، ٢٢٠۔ أیضاً مجمع الزّوائد، کتاب الأذکار، باب الدّعا فی الصّلاة و بعدها، الحدیث: ١٦٩٧٥، ج١٠، ص ١٠٧ و قال: و إسناده جیّد)

٤٧۔ آپ کا نام الحافظ ابوالقاسم سلیمان بن اَحمد بن اَیوب الشّامی الطّبرانی ہے۔ آپ کی ولادت ٢٦٠ھ میں ہوئی، آپ کی تصانیف میں: "الطّوَالات فی الحَدِیث"، "کتابُ الأَوائِل"، "المُعجم الصَّغِیر" اور "المُعجَم الکَبِیر" وغیرہا شامل ہیں، آپ کا ٣٦٠ھ میں وصال ہوا۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، ج٢، ١٧٣٧۔ هَدِیَّةُ العَارِفین، باب السّین، ج١، ص ٣٩٦

٤٨۔ اِس کتاب کا نام "المُعجَم الأَوسَط " ہے۔ اِس کتاب میں مُصنِّف نے اَپنے شُیوخ کی روایات اُن کے اَسماء کے اِعتبار سے جمع کی ہے اور ترتیب میں حُروفِ تہجّی کو ملحوظ رکھا ہے۔ اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

وَخَیْرَ عَمَلِی خَوَاتِمَهُ، وَ اجْعَلْ خَیْرَ اَیَّامِی یَوْمَ اَلْقَاكَ۔" (۴۹)

میں کہتا ہوں کہ: مطلقاً نماز کے بعد یا فرض نماز کے بعد دُعا اور ذِکر کے ثبوت کے لئے جو اَحادیث میں نے بیان کی ہیں اِن کے علاوہ اور بھی بہت سی اَحادیث ہیں جو اِبن جزری کی کتاب "الحِصنُ الحَصِین" (۵۰) اور اِبن السُنّی کی کتاب "عملُ الیوم و اللّیلة" اور اِمام سیوطی کی کتاب "الکَلِمُ الطَّیِّب" (۵۱) میں مذکور ہیں۔ لیکن میں نے اِس قدر پر اکتفاء کیا ہے کیونکہ یہ مؤمن کو عمل کرنے کے لئے کافی ہیں۔

اِسی طرح نماز کے بعد ترکِ دُعا کے لئے ناپسندگی بھی اَحادیث میں وارِد ہے۔ اَبوداؤد اور اِبن ماجہ (۵۲) حضرت مُطّلب بن اَبی وداعة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرماتے ہیں

۴۹۔ المُعجَم الأوسَط، باب الهاء من إسمه الهيثم، الحديث: ۹۴۱۱، ج۹، ص ۱۷۵۔ أيضاً عَمل اليوم و اللّيلة لابن السُّنّي، باب ما يقول في دُبُر صلوٰة الصُّبح، الحديث: ۱۲۱، ص ۲۳۱

۵۰۔ اِس کا مکمل نام "الحِصنُ الحَصِینُ مِن کلام سیّد المُرسَلِین" ہے۔ یہ کتاب طبع شدہ ہے۔ اِس میں جامع دعائیں اور اَوراد و اَذکار ہیں۔ کتاب کی اِختتام پہ مُصنّف علیہ الرحمۃ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ مُصنّف نے عرض کی آقا! ہم بڑی مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں دُعا فرمائیں، نبی کریم ﷺ نے دُعا فرمائی۔ اِس طرح مسلمانوں کی جماعت اِسی کتاب کی برکت سے مصیبت سے آزاد ہوئی۔ اِس کتاب کو مُصنّف نے "عُدّةُ الحِصن الحَصِین" کے نام سے اِسے مختصر کیا ہے جو مطبوعہ ہے اور مُلّا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ نے "الحِرزُ الثَّمِین لِلحِصن الحَصِین" کے نام سے اِس کی شرح لکھی ہے۔

۵۱۔ اِس کا مکمل نام "الکَلِمُ الطَّیِّب والقَولُ المُختَار فی المَأثور مِن الدَّعوَات و الأذکَار" ہے۔ اِس کتاب میں روزمرہ کی دُعاؤں کے بارے میں اَحادیث مذکور ہیں۔ میرے علم کے مطابق یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے۔ اور اِس کا عکس فقیر کی کُتب خانے "المَکتبةُ الأوَیسِیّه" میں موجود ہے۔

۵۲۔ آپ کا نام الامام الحافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ الرّبعی القزوینی ہے، آپ کی ولادت ۲۰۹ھ میں ہوئی، آپ کی تصانیف میں: "تاریخُ قَزوِین"، "تفسیر ابن ماجة" وغیرہما شامل ہیں، آپ کا وصال ۲۷۳ھ میں ہوا۔ دیکھئے: کشف الظُّنون، باب السّین المهملة، ج۲، ص ۱۰۰۵۔ هَدِیَّة العَارِفین، باب المیم، ج۲، ص ۱۸

کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''(نفل) نماز دو رکعت ہے اور ہر دو رکعت کے بعد تشہُّد ہے پس تم خشوع، خُضوع اور عاجزی اِختیار کرو اور یہ دُعا مانگو اَللّٰھُمَّ اغْفِرلِیْ جو کوئی اِس طرح نہیں کرتا وہ خسارے (نقصان) میں ہے۔'' (۵۳)

''اور ہر دو رکعت کے بعد تشہُّد'' یہ ''مثنیٰ'' کی تفسیر ہے جس طرح اِمام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس کی تفسیر کی ہے کہ: جہاں حدیث میں لفظ ''مَثنیٰ مَثنیٰ'' ہو اُس سے مُرادرات کی نماز ہے۔ اور اِس (حدیث شریف) میں تَشَھَّدُ، تَبَاْوَسُ، تَمَسْکَنُ اور تُقْنَعُ کے الفاظ ہیں۔ یہ (سب) مضارع کے صیغے ہیں تخفیف کے لحاظ سے ایک تاء کو حذف کیا گیا ہے۔

''تباؤسُ'' کا معنی ہے دُعا میں عاجزی کرنا اور ''البؤس'' کا معنی ہے خُضوع کرنا اور فقر وحاجت کا اِظہار کرنا اور ''تَمسکنُ'' کا معنی ہے مسکینی کو ظاہر کرنا اور اَپنی دُعا میں عاجزی کرنا اور ''وَ تُقنعُ یَدَیْکَ'' کا معنی ہے دُعا میں اَپنے ہاتھوں کو بلند کرنا۔ (۵٤)

اور ''نِہایہ'' (۵۵) میں ''خِداج'' کا معنی ہے نقصان والا۔ (۵٦) دُعا میں ''رفع

۵۳۔ سُنَن أبی داوٗد، کتاب التّطوّع، باب فی صلوٰۃ النّھار، الحدیث: ۱۲۹۸، ج۱، ص۴۹۹۔ أیضاً سُنَن ابن ماجہ، کتاب إقامۃ الصّلوٰۃ و السّنّۃ فیھا، باب ماجاء فی صلوٰۃ اللیل و النّھار مَثنی مَثنی، الحدیث: ۱۳۲۵، ج۱، ص۴۱۹

۵٤۔ شرحُ أبی داوٗد للعینی، کتاب الصّلوٰۃ، باب صلوٰۃ النّھار، تحت الحدیث: ۱۲٦٦، ج۵، ص۱۹٦

۵۵۔ اِس کا نام ''النِّھایَۃ فی غریبِ الحَدِیث'' ہے۔ یہ کتاب شیخ اَبو السّعادات مبارک بن محمد معروف ابن الأثیر الجزری متوفی ٦۰٦ھ کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔ مُصنّف کی بیشمار تصانیف ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں: ''الکتابُ الشّافِی فی شرحِ مُسنَد الشّافعی''، ''المُختار فی مَناقبِ الأَبرار''، ''نِھایَۃُ الأَثیریَّۃ فی لُغاتِ الحَدِیثیَّۃ''، اور ''النِّھایَۃ فی غریبِ الحَدِیث'' کا عیسیٰ بن محمد الصّفوی نے اِختصار کیا ہے، اور جلال الدین السیوطی نے بھی ''الدُّرُّ النّثیر لتلخیصِ نِھایَۃ ابنِ الأَثیر'' کے نام سے تلخیص کی ہے۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب النّون، ج ۲، ص ۱۹۸۹۔ ھَدیَۃُ العارِفین، باب المیم، ج۲، ص۲

۵٦۔ النِّھایَۃ فی غریبِ الحَدِیث، باب الخاء مع الدّال، ج۲، ص۳۱

الید“ سے یہ مُراد ہے کہ سلام کے بعد دُعا مانگنا کیونکہ سلام سے پہلے والی دُعا میں ہاتھوں کو بلند نہیں کیا جاتا۔اور نہ ہی کسی نے اِس طرح کہا ہے۔

"مفاتیحُ الجنان شَرحُ شرعَةِ الإسلام " (۵۷) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو اِس طرح نہ کرے وہ ”خِداج“ ہے۔“ (۵۸) پھر اِس حدیث کی تفسیر میں فرمایا کہ: جو شخص نماز کے بعد ہاتھ بلند کر کے ربّ تعالیٰ سے دُعا نہیں مانگتا اور اَپنی حاجت طلب نہیں کرتا تو ربّ تعالیٰ کے نزدیک اُس کی نماز ناقص ہے۔اِسی طرح" تنویر " میں اِس کی تحقیق ہے۔“ (۵۹)

امام اَبوداؤد نے حضرت اَبی رِمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز پڑھائی، پھر ایک طرف تشریف فرما رہے کہ ایک شخص جو تکبیر اُولیٰ سے ہی نماز میں شامل تھا دُعا مانگے بغیر دوسری نماز پڑھنے لگا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس شخص کو کندھے سے پکڑ کر بٹھانے لگے، پھر فرمایا اہلِ کتاب اِسی لئے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اَپنی نماز میں فصل (یعنی جُدائی) نہیں کی پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے سرمبارک کو اُٹھایا اور فرمایا ”اے اِبن الخطاب! اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے لوگوں کو سیدھی راہ دکھائے۔“ (۶۰) اِس حدیث کو صاحبِ (۶۱)

۵۷۔ اِس کتاب کا نام "مفاتیحُ الجنان و مصابیحُ الجنان شرحُ شرعَةِ الإسلام" ہے۔یہ کتاب علامہ یعقوب بن سیدی علی المیمونی الرومی الحنفی المعروف ابن سیدی علی متوفی ۹۳۱ھ کی تصنیف ہے۔یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔مُصنّف کی تصانیف میں "شرحُ فرائضِ السّراجیّة"، "شرح گُلستان للشّیخ سعدی"، "مُختصر تاریخُ الیافعِی"، وغیرہا شامل ہیں۔دیکھئے: ھَدیَةُ العَارِفین، باب الیاء، ج۲، ص ۵۴۶

۵۸۔ مَفاتِیحُ الجِنان شَرحُ شرعَةِ الإسلام، فصل فی آداب الصّلوٰة، ص ۱۲۸

۵۹۔ مَفاتِیحُ الجِنان شَرحُ شرعَةِ الإسلام، فصل فی آداب الصّلوٰة، ص ۱۲۸

۶۰۔ سُنَن أبی داوٗد، کتاب الصّلوٰة، باب فی الرّجل یَتطوّعُ فی مکانِه الّذی صلّی فیه المکتوبة، الحدیث: ۱۰۰۹، ج۱، ص ۳۸۵، و سَکَتَ عَنهُ

۶۱۔ آپ کا نام امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ التبریزی المعروف خطیب الفخریة ہے۔آپ نہایت

"مشکوٰۃ" (۶۲) نے اپنی کتاب کے " باب الذکر بعد الصلوۃ " (۶۳) میں لائے ہیں۔

علامہ عبدالحق (مُحدِث) دہلوی نے "مشکوۃ" کی فارسی شرح (اشعۃ اللمعات) میں فرمایا ہے کہ: ''مُصنف کا اِس باب میں حدیث کو بیان کرنا اِس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ نماز کے بعد فصل کیا جائے یعنی نماز کے بعد کچھ دیر ذِکر کیا جائے اُس کے بعد کھڑا ہونا چاہیے۔ اور یہ حدیث اِس بات پر دلالت کرتی ہے کہ فرض اور نفل میں وصل نہیں کرنا چاہیے۔'' (۶۴) علامہ عبدالحق (مُحدِث) دہلوی " مشکوٰۃ " کی عربی شرح (۶۵) میں فرماتے ہیں جس کا ماحاصل یہ ہے کہ: ''دعائے ماثورہ کو اِس لحاظ سے نہیں چھوڑنا چاہیے کہ سنّت پڑھنے میں دیر نہ ہو جائے۔'' (۶۶)

پرہیزگار تھے۔ آپ کا وصال ۷۴۹ھ میں ہوا ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے کچھ یہ ہیں: " مَجالِسٌ فی التّفسیر و الموعظة "، " غُرّةُ التّأويل فی التّفسير "، " الإكمال فی أَسماءِ الرِّجال " وغیرہا ہیں۔ دیکھیے: هَدِيةُ العَارِفين، باب الميم، ج ۲، ص ۱۵۶

۶۲۔ اِس کتاب کا نام " مِشكوٰةُ المَصَابِيح " ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔ اِس کتاب کی بیشمار شروحات ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں: علامہ محمد بن حسن الطیبی متوفی ۷۴۳ھ کی " الكاشِفُ عن حَقائقِ السُّنَن "، عبدالعزیز الأبہری متوفی ۸۹۵ھ کی " مِنهاجِ المِشكوٰة "، علامہ سید شریف الجرجانی کا اِس پر " خُلاصَةُ الطِّيبى " کے نام سے حاشیہ ہے، علامہ شیخ عبدالنبی عمادالدین محمد الشطاری متوفی ۱۰۲۰ھ کی " ذَريعةُ النَّجاة شرحُ المِشكوٰة "، مُلّا علی قاری کی " مِرقاةُ المَفاتيح شرحُ مشكوٰةِ المَصابيح "، دیکھیے: كشف الظُّنون، باب الميم، ج ۲، ص ۱۶۹۸

۶۳۔ مِشكوٰةُ المَصابيح، كتاب الصّلوٰة، باب الذّكر بعد الصّلوٰة، الفصل الثّالث، الحديث: ۹۷۲، ج ۱، ص ۲۱۳

۶۴۔ أشِعةُ اللّمعَات، كتاب الصّلوٰة، باب الذّكر بعد الصّلوٰة، الفصل الثّالث، ج ۱، ص ۴۲۴

۶۵۔ اِس کا مکمل نام " لَمعَاتُ التّنقِيح شرحُ مِشكوٰةُ المَصابِيح " ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں کتاب الجنائز تک میں طبع شُدہ ہے۔ (اِس کے علاوہ اِس کتاب کی قلمی دو جلدوں کا عکس فقیر کی کُتب خانے " المكتبةُ الأويسيه " میں موجود ہے۔ اِسی طرح مکمل کا قلمی عکس جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے پاس بھی ہے)

۶۴۔ لَمعَاتُ التّنقِيح، كتاب الصّلوٰة، باب الذّكر بعد الصّلوٰة، الفصل الثّالث، تحت الحديث: ۹۷۲، ج ۳، ص ۲۱۹

"فَتَاوِیٰ صُوفِیَہ" (٦٧) میں "تَفسِیرُ السّنی" سے نقل کیا گیا ہے کہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ: "تم میں سے کوئی نماز کے بعد دُعا اور ذِکر کو نہ چھوڑے جب تک اُس کی عقل پہ کوئی چیز غالب نہ آجائے۔" (٦٨)

"فَتَاوِیٰ حُجّة" میں یہ حدیث مذکور ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ اِستغفار کرے، ربّ تعالیٰ اُس کے گُناہوں کو بخش دے گا اگرچہ اُس کے گُناہ عالج کے دانوں جتنے ہوں۔" (٦٩)

"عالِج" لام کی زیر کے ساتھ یہ دیارِ عرب میں ایک جگہ ہے جہاں ریت زیادہ ہوتی ہے۔ اِس کا بالائی والاحصہ "الدھنا" اور "الیمامہ" کے ساتھ ملتا ہے اور نشیبی حصہ "النجد" سے ملتا ہے۔ یہ بہت وسیع علاقہ ہے۔ یہاں تک کہ علامہ بکری فرماتے ہیں کہ: رملِ عالج عرب کا ایک وسیع علاقہ ہے۔"

فقیہ ابو اللّیث (٧٠) .... اپنی کتاب

٦٧۔ اِس کا نام "فتاوی الصُّوفِیّة" ہے۔ یہ کتاب فقیہ صوفی محمد بن فضل اللہ بن اَیوب حنفی متوفی ٦٦٦ھ کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے (اِس کا عکس فقیر کی کُتب خانے "المکتبةُ الأویسیّه" میں موجود ہے۔)۔ مُصنّف کی اِس کے علاوہ اور بھی تصانیف: "عُمدَةُ الأَبرار"، "عُمدَةُ الأَخیر من الرِّوَایَات و الأَخبارِ فی التَّصوُّف و العِبادَات"، "مُقدّمةُ الدّین فی المَعرِفَة و الیَقِین" وغیرہا ہیں۔ دیکھئے: هَدِیَّةُ العَارِفِین، باب میم، ج٢، ص١٢٨

٦٨۔ فتاوی الصُّوفیّة، الباب الخامس عشر فی الاشتغال بالدّعا بعد الفرائض اللّتی بعدها سنّة، الفصل الأول، ق ٦٨/ألف

٦٩۔ فَتَاوی الصُّوفِیّة، الباب الخامس عشر فی الاشتغال بالدّعا بعد الفرائض اللّتی بعدها سنّة، الفصل الأوّل، ق٦٩/ألف

٧٠۔ آپ کا نام امام فقیہ ابو اللّیث نصر بن محمد بن ابراهیم بن خطاب السّمر قندی المعروف امامُ الهُدیٰ ہے۔ کُتُبِ فتاوی میں آپ کی رائے اور اَقوال بڑے اِعتماد کے ساتھ نقل کئے جاتے ہیں۔ آپ کی تصانیف میں: "بُستَانُ العَارِفِین"، "شرحُ جامعِ الصَّغِیر"، "النّوازِل"، "خَزانَةُ الفِقه" (اِس کا

"تَنبِیہ" (۷۱) کے بابُ الدَّعوات میں فرماتے ہیں کہ: ''روایت کیا گیا ہے کہ جو شخص اِن پانچ کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھے گا اُس کا نام اَبدال میں شامل کیا جائے گا (اور وہ پانچ کلمات یہ ہیں): اَللّٰھُمَّ أَصلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، اَللّٰھُمَّ ارحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، اَللّٰھُمَّ اغفِرْ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ وَلِجَمِیعِ مَنْ آمَنَ بِكَ۔'' (۷۲)

عبد بن حمید، اِبن جریر (۷۳)، اِبن منذر، اِبن ابی حاتم، (۷۴) اور اِبن مردویہ نے متعدد طُرق سے حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿فَاِذَا فَرَغتَ فَانْصَبْ﴾ کی تفسیر بیان کی ہے کہ: ''اِذَا فَرَغتَ مِنَ الصَّلوٰةِ فَانْصَبْ اِلیٰ رَبِّكَ بِالدُّعَاءِ وَاسْأَلْهُ بِحَاجَتِكَ'' یعنی، جب آپ نماز سے فارغ ہو تو ربّ تعالیٰ سے حاجت اور دُعا مانگنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔(۷۵)

ابن ابی الدُّنیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان فرماتے ہیں کہ: ''﴿فَاِذَا فَرَغتَ﴾ مِنَ الصَّلوٰةِ ﴿فَانْصَبْ﴾ اِلیٰ رَبِّكَ بِالدُّعَاءِ ﴿وَ اِلیٰ رَبِّکَ فَارْغَبْ﴾ فِی الْمَسْئَلَةِ'' یعنی، جب آپ نماز سے فارغ ہو جاؤ تو ربّ تعالیٰ سے حاجت اور دُعا مانگنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔(۷۶)

فِریابی، عبد بن حُمید، ابنِ جریر اور اِبن اَبی حاتم (۷۷)، مجاھد رضوان اللہ تعالیٰ علیھم

عکس فقیر کے کُتب خانے "المکتبةُ الأُویسیّة" میں موجود ہے۔)، "عُیونُ المَسَائِل"، "نَوادِرُ الفِقْه" وغیرہا شامل ہیں۔ آپ نے منگل کی رات گیارہ جمادی الآخری ۳۷۳ھ میں وصال فرمایا۔ دیکھئے: هَدِیَّةُ العَارِفِین، باب النُّون، ج۲، ص ۴۹۰

۷۱۔ اِس کتاب کا نام "تَنبِیہُ الغَافِلِین" ہے۔ وعظ و نصیحت میں یہ کتاب مقبول ہے۔ اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

۷۲۔ تَنبِیہُ الغَافِلِین، باب الدّعوات المستجاب، ص ۱۸۲

۷۳۔ جامع البیان فی تأویل القرآن، سورة الشّرح، برقم: ۳۷۵۴۲، ج ۱۱، ص ۶۲۸

۷۴۔ تفسیر ابن ابی حاتم الرّازی، سورة الشّرح، برقم: ۱۹۹۵۳، ج۷، ص ۵۵۵

۷۵۔ تَفسیر الدُّرُّ المَنثُور، سورة الشّرح، تحت الآیة: ۷، ج۸، ص ۵۵۱

۷۶۔ تفسیر الدُّرّ المنثور، سورة الشّرح، تحت الآیة: ۷، ج۸، ص ۵۵۱

۷۷۔ تفسیر ابن أبی حاتم، سورة الشّرح، ج۷، ص ۵۵۵ و فیه: قال: اِذَا فَرَغتَ مِنْ أَسبَابِ نَفسِكَ فَصَلِّ ﴿وَ اِلیٰ رَبِّکَ فَارْغَبْ﴾ قال: اجْعَلْ رَغْبَتَكَ اِلیٰ رَبِّكَ

اجمعین سے بیان فرماتے ہیں کہ: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ قَالَ إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْتَهِدْ فِي الدُّعَاءِ وَ الْمَسْئَلَةِ۔ یعنی، جب آپ نماز سے فارغ ہوجاؤ تو ربّ تعالیٰ سے حاجت اور دُعا مانگنے کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔ (۷۸)

عبد الرزّاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ﴾ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ ﴿فَارْغَبْ اِلٰى رَبِّكَ﴾ فِي الْمَسْئَلَةِ وَ الدُّعَاءِ" یعنی، جب آپ نماز سے فارغ ہوجاؤ تو ربّ تعالیٰ سے حاجت اور دُعا مانگنے کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔ (۷۹)

"عُمْدَةُ الْأَبْرَار" (۸۰) میں "صَلٰوة مَسعُودِی" سے روایت نقل کی گئی ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہر فرض نماز کے بعد ایک مُستجاب دعا ہے۔" (۸۱)

"تَاجُ الْمَصَادِر" (۸۲) کے بَابُ التَّفعِيل میں حدیث مذکور ہے کہ: "جو شخص فرض نماز کے بعد بیٹھا رہا وہ نماز میں ہے۔" مطلب یہ کہ جو شخص فرض نماز کے بعد ذِکر اور دُعا کے لئے بیٹھا رہا وہ نماز میں ہے یعنی وہ ثواب میں ہے۔" (۸۳)

۷۸۔ تفسیر الدُّرّ المنثور، سورة الشّرح، تحت الآية: ۷، ج۸، ص ۵۵۲

۷۹۔ تفسیر الدُّرّ المنثور، سورة الشّرح، تحت الآية: ۷، ج۸، ص ۵۵۲

۸۰۔ غالباً یہ کتاب صاحب "فَتَاوی الصُّوفِيَة" علامة شیخ فضل اللہ بن محمد ایوب الحنفی متوفی ۶۶۶ھ کی تصنیف ہے، یہ کتاب طبع شدہ نہیں ہے۔ دیکھئے: كشفُ الظُّنون، باب العَين المهملة، ج۲، ص ۱۱۶۴

۸۱۔ صَلاة مَسعُودِی، باب بست و یکم دربیان بانگ نماز، ج۲، ص ۳۵۸

۸۲۔ اس کتاب کا نام "تَاجُ الْمَصَادِر في اللُّغَة" ہے۔ مُصنّف نے اس میں قرآن اور حدیث کے مصادر کو جمع کیا ہے، یہ کتاب طبع شُدہ ہے، یہ کتاب احمد بن علی بن محمد المعروف جعفرک المقری البیہقی اللغوی متوفی ۵۴۴ھ کی تصنیف ہے، مُصنّف کی تصانیف میں: "يَنَابِيعُ اللُّغَة"، "الْمُحِيطُ بِلُغَاتِ الْقُرآن" وغیرہما شامل ہیں۔ دیکھئے: كشفُ الظُّنُون، بَابُ التَّاء، ج۱، ص ۲۶۹۔ هَدِيَّةُ العَارِفِين، باب الألف، ج۱، ص ۸۴

۸۳۔ تاجُ المَصَادر، باب التَّفعيل، ص ۲۵۹

علامہ اِبنِ اَرسلان رملی "تهذيبُ الأذكار" میں مذکورحدیث ذِکرکرنے کے بعد یہی اِرشادفرمایا کہ: بیشک "تعقيب في الصّلوٰة" کا معنیٰ ہے نماز کے بعد دُعا کے لئے بیٹھنا۔

"تفسيرُ العُمدة" میں اِمام زاھد المروزی کے چالیس اَحادیث کو ذِکر کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشادفرمایا ''جو شخص ہرفرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اُس شخص اور جنت کے درمیان موت کے علاوہ کوئی حجاب نہ ہوگا۔'' (۸۴)

شمس الجزری "حِصن حَصِين" میں فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اُس شخص اور جنت کے درمیان موت کے علاوہ کوئی حجاب نہ ہوگا'' (۸۵) سوائے اس کے کہ وہ شخص مرجائے اور جنت میں داخل ہوجائے۔'' نسائی (۸۶)، ابوداؤد اور اِبن حبان اَپنی "صَحِيح" (۸۷) میں اور اِبن السُّنّی "عَمَلُ اليوم و اللَّيلَة" (۸۸) میں اِس حدیث کو

۸۴۔ فَتَاوَى الصُّوفِيَّة، الباب الخامس عشر في الاشتغال بالدّعا بعد الفرائض اللّتي بعدها سنّة، الفصل الأوّل، ق۶۸/ب

۸۵۔ علامہ فاسی متوفی ۱۱۱۶ھ نے اس قول کہ ''اُسے مانع نہ ہوگا'' کے تحت لکھا ہے کہ پس علامہ مناوی نے علامہ تفتازانی سے نقل کیا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کی شرائط میں سے کوئی شرط باقی نہ رہے گی سوائے موت کے (تُحفة المُخلصين بشرح عُدّة الحِصنِ الحَصِين من كلام سيّد المُرسلين، برقم: ۲۰۷، ۶۷۷/۲)

۸۶۔ عَمَلُ اليَوم و اللّيلة، ثواب مَن قرأ آية الكرسي دُبُر صلاةٍ، ص۱۸۲، ۱۸۳

۸۷۔ اِس حدیث شریف کو ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں روایت نہیں کیا ہے بلکہ ''کتاب الصّلاۃ المفرد'' میں یمان بن سعید عن محمد بن حمیر کی روایت سے اس کی تخریج کی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''نتائجُ الأفكار في تخريجِ أحاديثِ الأذكار'' (المجلس رقم (۱۸۲)، برقم: ۶۱۵، ۲۰۴/۲) میں اور علامہ محمد علی بن محمد علان بصری صدیقی شافعی متوفی ۱۰۵۷ھ نے ''الفُتوحات الرّبّانيّة علَى الأذكار النّووِيّة'' (باب الأذكار بعد الصّلاة، برقم: ۱۸۹، ۳۹/۳/۲) میں اس پر مُتنبہ کیا ہے۔

۸۸۔ عَمَلُ اليوم و الليلَة لابن السُّنّي، برقم: ۱۲۴، ص ۱۱۰

ذِکر کیا ہے۔(۸۹) اور مُلّا علی قاری "حِصن حَصِین" کی ''شرح'' میں یہ اِضافہ کیا ہے کہ: طبرانی(۹۰) نے اِس حدیث کو حضرت اَبی اُمامہ سے روایت کیا ہے۔

"أُصُولُ الصِّغَار" میں حضرت اِبن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''جو شخص نماز پڑھے پھر اِن کلمات کے ساتھ دُعا مانگے اَللّٰھُمَّ اعۡتِقۡنِی بِالۡعِلۡمِ وَ زَیِّنِی بِالۡحِلۡمِ وَ أَکۡرِمۡنِی بِالتَّقۡوٰی وَ اجۡعَلۡنِی بِالۡعَافِیَۃِ" تو اُس کی نماز چار سو (۴۰۰) نمازوں کے برابر لکھی جائے گی۔''(۹۱)

۲۔ دوسری فصل

اُن فقہی روایات کے بارے میں جن سے ثابت ہے کہ فرض نماز کے بعد دُعا سُنّت مُستحبہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ: "شرعۃُ الإسلام" (۹۲) میں ہے: ''نمازی فرض نماز کے بعد دُعا

۸۹۔ الحِصنُ الحَصِینُ من کلام سیّد المُرسلین، فصل الدّعاء بعد السّلام، ص۱۸

۹۰۔ المُعجَم الکبیر للطّبرانی، الحدیث: ۷۵۳۲، ۸/۱۱۴، حافظ نور الدین ہیثمی نے "مجمع الزّوائد" (برقم: ۱۶۹۲۲، ۱۰/۹۵) میں فرمایا کہ امام طبرانی نے اسے "الکبیر" اور "الأوسط" میں کئی اسناد سے روایت کیا ہے اور اُن میں سے ایک سند "جیّد" ہے۔

۹۱۔ فَتَاوی الصُّوفِیّۃ، الباب الخامس عشر فی الاشتغال بالدّعا بعد الفرائض اللتی بعدھا سنّۃ، الفصل الأول، ق۶۸/ب

۹۲۔ یہ کتاب امام الواعظ رُکن الاسلام محمد بن أبی بکر المعروف امام زادہ الحنفی متوفی ۵۷۳ھ کی تصنیف ہے۔ اِس کتاب کی شروحات کی طرف بھی علماء نے توجہ دی ہے۔ شیخ محمد بن عمر المعروف قورد آفندی متوفی ۹۹۶ھ نے "مُرشِدُ الأنَام شرحُ شرعۃِ الإسلام" کے نام سے شرح لکھی ہے، شیخ یحیی بن بخشی بن بخشی بن ابراہیم الرّومی متوفی ۹۰۰ھ نے اِس کی شرح لکھی ہے، اور علامہ حسن ٹھٹوی السّندی نے فارسی زبان میں "مَوارِدُ الشّرعَۃ" کے نام سے شرح لکھی ہے (جس کا عکس فقیر کے کُتب خانے "المکتبۃُ الأویسیّۃ" میں موجود ہے)، اور ملا علی قاری حنفی نے بھی اِس کی شرح لکھی ہے (جس کا عکس فقیر کے کُتب خانے "المکتبۃُ الأویسیّہ" میں موجود ہے)، اور السید ضیاء الدین حامد بن شیخ یوسف الباندرمہ وی

مانگے۔" (۹۳)"مَفَاتِیحُ الجِنَان شرحُ شَرعَةِ الإِسلَام " میں ہے: فرض نماز کا مطلب ہے کہ وہ دعا سُنّت سے پہلے ہو۔" (۹۴)" نُورُ الإِیضَاح " (۹۵) اور اِس کی شرح بنام " إِمدَادُ الفَتَّاح " (۹۶) میں ہے کہ: فرض نماز کے بعد اِمام اپنے نفس اور مسلمانوں کے لئے خُشوع وخُضوع کے ساتھ دُعا مانگے اِس طرح کہ اُس کے دونوں ہاتھ سینے کے مقابل اُٹھے ہوئے ہوں۔ دُعا کے فراغت کے بعد اَپنے ہاتھوں کو منہ پر پھیر لے۔" (۹۷)

علامہ اِبن اَرسلان رملی " تهذیبُ الأذکار " میں فرماتے ہیں کہ: نماز کے بعد دُعا اور ذکر کے مُستحب ہونے میں عُلماء کا اِجماع ہے اور اِس باب میں کافی اَحادیث مذکور ہیں۔" " فَتَاویٰ صُوفیّه " میں " تفسیرُ السّنی " سے نقل کیا گیا ہے کہ: ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلوٰةَ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اُٹھتے بیٹھتے ربّ تعالیٰ کا ذِکر کرو۔ اور نماز کے بعد دُعا مانگو۔" (۹۸)

الرومی الحنفی متوفی ۱۱۷۲ھ نے " البَدرُ التَّام فی تَخریج أحادیثِ شرعةِ الإِسلَام " کے نام سے اِس کتاب کے احادیث کی تخریج کی ہے، کئی اور علماء نے بھی اِس کی شروحات لکھی ہیں۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب الشّین، ج۲، ص ۱۰۴۴۔ هَدِیةُ العَارِفین، باب المیم، ج۲، ص ۹۸

۹۳۔ مَفَاتِیحُ الجِنَان شرحُ شرعةِ الإِسلَام، فصل فی آداب الصّلوٰة، ص ۱۲۸

۹۴۔ مَفَاتِیحُ الجِنَان شرحُ شَرعةِ الإِسلَام، فصل فی آداب الصّلوٰة، ص ۱۲۸

۹۵۔ اِس کتاب کا نام "نُورُ الإِیضَاح و نَجاةُ الأَروَاح " ہے۔ اِس کتاب کے مُصنِّف علامہ اَبوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ ہیں۔ یہ کتاب درسِ نظامی میں فقہ حنفی میں پڑھائی جاتی ہے۔ اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

۹۶۔ اِس کتاب کا مُصنِّف علامہ اَبوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ ہے۔ مُصنِّف علیہ الرحمۃ نے اَپنے کتاب "نُورُ الإِیضَاح و نَجاةُ الأَروَاح" کی خود شرح لکھی ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

۹۷۔ نُورُ الإِیضَاح، کتاب الصّلوٰة، فصل فی أذکار الواردة بعد الفرض، ص ۸۰۔ أیضاً إِمدَاد الفَتّاح، کتاب الصّلوٰة، مطلب: فیما یُستحبّ للإمام بعد السّلام، ص ۳۵۳ تا ۳۵۵

۹۸۔ فَتَاوی الصُّوفِیَّة، الباب الخامس عشر فی الاشتغال بالدّعا بعد الفرائض اللتی بعدها سنة، الفصل الأول، ص ۶۸/ألف

اِسی طرح "فتاویٰ صُوفِیّۃ" میں "جامعُ المُضمَرات" (۹۹) کے بابُ صلوٰۃِ الکُسوف (۱۰۰) سے نقل کیا گیا ہے کہ: نماز کے بعد دُعا مانگنا سُنّت ہے کیونکہ ربّ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿فَاِذا فَرَغتَ فَانصَبْ وَ اِلیٰ رَبِّکَ فَارغَب﴾۔ (۱۰۱) فقیہ ابواللّیث اپنی کتاب "بُستان" (۱۰۲) کے بابُ آدابِ الوُضوء و الصّلوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ: جب نمازی اپنی نماز سے فارغ ہوجائے تو اُس کے لئے مُناسب ہے کہ وہ اَپنے لئے، اپنے والدین اور تمام مسلمان مردوں وعورتوں کے لئے دعا مانگے۔

"فَوَائِدُ جامعِ الصَّغِیر" (۱۰۳) کے باب تکبیر فی الصّلوٰۃ فی موضع التَّشَھُّد میں ہے کہ: نماز کے بعد دُعا کا مقام ہے کیونکہ ربّ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: ﴿فَاِذا فَرَغتَ فَانصَب﴾ یعنی دُعا مانگو۔ (۱۰۴)

۹۹۔ اِس کتاب کا نام "جامع المضمرات والمُشکلاتِ فی شرحِ القُدوری" ہے۔ یہ صوفی یوسف بن عمر بن یوسف متوفی ۸۳۲ھ کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے۔ اس کا عکس جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے کُتُب خانے میں موجود ہے۔

۱۰۰۔ جامع المضمرات، کتاب الصّلاۃ، باب صلاۃ الکسوف، ص ۱۳۹

۱۰۱۔ فتاوی الصُّوفِیّۃ، الباب الخامس عشر فی الاشتغال بالدّعا بعد الفرائض اللتی بعدھا سنۃ، الفصل الأوّل، ص ۶۸/ألف

۱۰۲۔ اِس کتاب کا نام "بُستانُ العارِفین" ہے۔ یہ کتاب آداب، خصائل اور اخلاق کے بارے میں وارد احادیث پر مشتمل عظیم کتاب ہے۔ اِس کتاب میں ایک سو پچاس (۱۵۰) اَبواب ہیں۔ اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

۱۰۳۔ اِس کتاب کا نام "فَوَائِدُ الجَامِعِ الصَّغِیر للشیبانی" ہے۔ یہ کتاب علامہ الفقیہ محمد بن محمد السرخسی الحنفی متوفی ۵۴۴ھ کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے۔ مُصنّف کی تصانیف میں "عُیونُ المَسائِل"، "المُحِیطِ فِی الفُرُوع"، "وَجِیز فِی الفَتَاوی" وغیرہا شامل ہیں۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب الجیم، ج ۱، ص ۵۶۳۔ ھدیۃ العارفین، باب میم، ج ۲، ص ۹۱

۱۰۴۔ فتاوی الصُّوفِیّۃ، الباب الخامس عشر فی الاشتغال بالدّعا بعد الفرائض اللتی بعدھا سنّۃ، الفصل الأوّل، ق ۶۸/ب

" المنافع " (۱۰۵) میں ہے: ''ربّ تعالیٰ کے فرمان ﴿فاذا فرغت فانصب﴾ یعنی جب آپ نماز سے فارغ ہوجاؤ تو پھر دُعا میں مشغول ہوجاؤ، ربّ تعالیٰ سے فضل کے علاوہ کچھ بھی نہ مانگو۔'' (۱۰۶)

"مبسوط" (۱۰۷) میں ہے: جب نماز سے فارغ ہوجاؤ تو ربّ تعالیٰ کے طرف دُعا کے لئے رغبت حاصل کرو۔'' (۱۰۸) علامہ عینی حنفی (۱۰۹) "بخاری" کی شرح کے بابُ الذِکر بعدَ الصّلوٰۃ میں حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: ''اِس حدیث سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ نماز کے بعد ذِکر مُستحب ہے کیونکہ اِن اَوقات میں دُعا

۱۰۵۔ اِس کتاب کا نام " المَنافعُ فی فوائِدِ النّافع " ہے۔ یہ کتاب امام شیخ ناصر الدین اَبی القاسم محمد بن یوسف الحسینی السمرقندی الحنفی متوفی ۵۵۶ھ کی کتاب "النافع" کی شرح ہے۔ یہ کتاب فقیہ اَحمد بن اَبی حفص عمر بن محمد النسفی الحنفی متوفی ۵۲۵ھ کی تصنیف ہے۔ اور یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب النّون، ج۲، ص ۱۹۲۱۔ هديه العارفين، باب الألف، ج۱، ص ۸۵

۱۰۶۔ فتاوَی الصُّوفِيَّة، الباب الخامس عشر فی الاشتغال بالدّعا بعد الفرائض التی بعدها سنّة، الفصل الأول، ص ۶۸/ب

۱۰۷۔ اِس کتاب کا نام " المَبسُوط السّرخسی " ہے، یہ کتاب الامام الفقیہ الحاکم الشہید محمد بن محمد الحنفی متوفی ۳۳۴ھ کے کتاب " الکافی فی فُروعِ الحَنفیّة " کی شرح ہے۔ یہ کتاب الامام الفقیہ شمس الأئمہ اَبو بکر محمد بن اَحمد بن اَبی سہل السرخسی الحنفی متوفی ۴۳۸ھ کی تصنیف ہے، یہ کتاب طبع شُدہ ہے، مُصنّف کی تصنیفات میں: "شَرحُ أدبِ القَاضِي لأبي يُوسفَ"، "شرحُ جَامِعِ الصَّغِير للشّيباني"، "شرحُ جَامعِ الكَبِير للشّيباني"، "شَرحُ زِيادتُ الزِّيادات"، " المُحِيطُ فی الفُرُوع " وغیرہا شامل ہیں۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب الكاف، ج۲، ص ۱۳۷۸۔ هَدِيَةُ العَارِفين، باب الميم، ج۲، ص ۷۶

۱۰۸۔ المَبسُوط للسّرخسی، کتاب الصّلوٰۃ، باب کیفیة الدّخول فی الصّلوٰۃ، ج۱، ص ۵۳

۱۰۹۔ آپ کا نام الامام الفقیہ بدر الدین اَبو محمد محمود بن قاضی شہاب الدین اَحمد بن موسیٰ العینی ثم المصری الحنفی ہے، آپ کی ولادت ۷۶۲ھ میں ہوئی، آپ کی تصانیف بیشمار ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں: "البِنایة فی شَرحِ الهِدَاية"، "تاريخُ البَدر فی أوصافِ أهلِ العَصر"، "رمزُ الحَقائق شرحُ كَنزِ الدَّقَائِق"، "طَبقاتُ الحَنفِيَّة"، "عَقدُ الجُمان فی تاريخِ أهلِ الزّمان" آپ کا قاہرہ میں ۸۵۵ھ میں وصال ہوا۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب الجيم، ج۱، ص ۵۴۱۔ هَدِيَةُ العَارِفين، باب الميم، ج۲، ص ۴۲۰

قبول ہوتی ہے۔" (۱۱۰)

"فُتُوحُ الْأَوْرَاد" میں ہے: "نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا سنّتِ مُستحبہ ہے کیونکہ یہ بات اَحادیث سے مُستفاد ہے۔ اور صحیح حدیث میں مذکور ہے "نماز کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے"۔ اور صحاحِ ستّہ کی اَحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا ہمیشہ مُتعارف ہے۔" "تَوزِیعُ الأَوقَات" کی شرح (۱۱۱) میں "العَقَائدُ السَّنِیَّہ" (۱۱۲) اور "منهجُ العُمَّال" (۱۱۵) سے نقل کیا گیا ہے: فرض نماز کے بعد دُعا مسنون ہے۔ اِسی طرح دُعا میں ہاتھ اُٹھانا اور دُعا سے فراغت کے بعد ہاتھوں کا چہرے پہ مسح کرنا بھی مسنون ہے۔

میں کہتا ہوں کہ: ہم نے دونوں فصلوں میں جو اَحادیثِ نبویہ اور روایاتِ فقہیہ ذِکر کی ہیں اُن سے یہ بات ثابت ہوئی کہ فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا سُنّت ہے۔ پس تم مُتنبہ ہو جاؤ۔

اگر یہ اِعتراض کیا جائے کہ: شیخ عبدالحق (مُحدِّث) دہلوی نے "الصِّراطُ المُستقِیم" کی شرح (۱۱۶) میں ذکر کیا ہے کہ: اَئمہ، مساجد میں نماز کے بعد دُعا مانگتے ہیں اور مُقتدی آمین آمین کہتے ہیں جس طرح اَبھی دیارِ عرب وعجم میں مُتعارَف ہے یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ نہیں ہے اور نہ ہی اِس باب میں کوئی حدیث مذکور ہے یہ طریقہ بدعتِ حَسَنہ ہے۔

۱۱۰۔ عُمدَۃُ القاری، کتاب الأذان، باب الذِکر بعد الصّلوٰۃ، تحت الحدیث: ۸۴۳، ج ۶، ص ۱۹۰

۱۱۱۔ بسیار کوشش کے باوجود ہمیں نہ اِس کتاب اور نہ ہی مُصنّف کے مُتعلق کچھ اَحوال مل سکا، اگر کسی کے پاس کوئی مواد ہے تو فقیر کو اِطلاع دے۔

۱۱۲۔ بسیار کوشش کے باوجود ہمیں نہ اِس کتاب اور نہ ہی مُصنّف کے مُتعلق کچھ اَحوال مل سکا، اگر کسی کے پاس کوئی مواد ہے تو فقیر کو اِطلاع دے۔

۱۱۵۔ شاید اِس کتاب سے مُراد صاحبِ "کنزُ العُمّال" علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین الجونپوری الہندی المتقی متوفی ۹۷۵ھ کی کتاب "منهجُ العُمَّال فی سُنَنِ الأَقوال" ہے، یہ کتاب فقہی اَبواب پہ مُرتب ہے، اور یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب الجیم، ج ۱، ص ۵۹۷

۱۱۶۔ اِس کتاب کا نام "طریقُ الإِفادَۃ فی شَرحِ سفرِ السَّعادَۃ" یا "الطَّریقُ القَویم شرحُ الصِّراط المُستَقیم" ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اِس (اعتراض) کے بہت سے جوابات ہیں:

ا۔ پہلا جواب: علامہ فتح محمد بن شیخ عیسیٰ الشطاری (۱۱۷) صاحبِ "مِفتَاح الصَّلوٰۃ" اَپنی کتاب بنام "فُتُـــوحُ الأورَاد" میں فرماتے ہیں جس کا ما حاصل یہ ہے کہ: شیخ عبدالحق (مُحدِّث دہلوی) نے جو بدعت کا حکم لگایا ہے۔ وہ (اس لئے کہ شیخ عبدالحق) اُن اَحادیث مرویہ پر مُطلع نہیں ہوئے جو نماز کے بعد ماثورہ دُعاؤں کے بارے میں وارِد ہیں۔ اِسی لئے انہوں نے کہا کہ: اِس باب میں کوئی حدیث مذکور نہیں ہے۔

۲۔ دوسرا جواب: شیخ عبدالحقؒ (مُحدِّث) دہلوی نے نماز کے بعد دُعا کو بدعت کہا ہے تو اِس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اُن کا قول صحیح نہیں ہے اور یہ قول اُن اَحادیثِ نبویّہ ورِوایاتِ فقہیّہ سے مردود ہے جن کو ہم نے دونوں فصلوں میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ (اَحادیثِ نبویّہ اور رِوایاتِ فقہیّہ) اِس بات پہ دال ہیں کہ فرض نماز کے بعد دُعا سُنّت ہے۔

۳۔ تیسرا جواب: اگر شیخ عبدالحقؒ (مُحدِّث) دہلوی نے یہ اِرادہ کیا ہے کہ: نماز کے بعد اِس کیفیت سے دُعا مانگنا کہ اِمام کا ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگے اور مُقتدی کا آمین آمین کہیں، یہ بدعت ہے، تو یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ دُعا میں ہاتھوں کا اُٹھانا سُنَنِ دُعا سے ہے۔ اور اِسی طرح دُعا کے بعد دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا یہ بھی سُنَنِ دُعا سے ہے۔ اور یہ اُمور سُنّتِ مُستحبہ مؤکدہ ہیں۔ اور جو اَمر سُنَنِ ماثورہ سے مُرکّب ہو اُس کے لئے بدعت کا قول درست نہیں ہے۔ کیونکہ دُعا میں ہاتھوں کا اُٹھانا سُنَنِ دُعا سے ہے جو اَحادیثِ نبویّہ اور رِوایاتِ فقہیّہ سے ثابت ہے۔

جس طرح اَبوداؤد نے خلاد بن سائب اور اُس نے اپنے باپ سے یا سائب بن یزید

۱۱۷۔ آپ کا نام اَبوالمجد حبیب الرحمن ہے، لیکن آپ فتح محمد کے نام سے مشہور ومعروف ہوئے، جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے والد صاحب آپ کو بابا فتح محمد کے نام سے پکارا کرتے تھے، آپ نے ۱۶۵۴ء میں تمام جائداد اپنے مُتعلقین میں تقسیم کر کے برہان پور کو الوداع کہتے دیارِ حبیب ﷺ میں سکونت اختیار کرلی، آپ نے زندگی کے باقی اَیام وہیں گذارے، آپ کا وصال ۱۰۸۰ھ میں ہوا، آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ آپ کی تصانیف میں: فتوحُ العقائد، رسالہ حجۃ القبلہ وغیرہما شامل ہیں۔

اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دُعا مانگتے تھے تو اَپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو بلند فرماتے تھے اور انہیں اَپنے منہ پر پھیر لیتے تھے۔ (۱۱۸) اِس حدیث کو طبرانی نے "مُعجَمُ الکَبِیر" (۱۱۹) میں روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ (اسے) سائب نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے۔ (۱۲۰)

اور امام ترمذی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب بھی دُعا کے لئے ہاتھ بلند فرماتے انہیں تو اَپنے چہرے پر مسح فرماتے تھے۔'' (۱۲۱) اَبوداؤد، حضرت اِبن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِسی طرح حدیث بیان فرماتے ہیں۔ (۱۲۲)

اور اِبن جزری "حِصنِ حَصِین" میں فرماتے ہیں: ''بیشک دُعا میں ہاتھوں کو بلند کرنا آدابِ دُعا سے ہے''۔ اَصحابِ صحاحِ ستہ نے روایت کیا ہے (۱۲۳) اور یہ کہ: دُعا میں کندھوں

۱۱۸۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب الوتر، باب الدّعا، الحدیث: ۱۴۹۴، ج ۱، ص ۵۵۴

۱۱۹۔ اِس کتاب کا نام "المُعجَمُ الکَبِیر" ہے، یہ کتاب الامام الحافظ أبو القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ کی تصنیف ہے، مُصنّف نے اِس کتاب میں صحابہ کے اَسماء کی ترتیب پر اَحادیث درج کی ہیں، علی بن بلبان الفارسی الحنفی متوفی ۷۳۱ھ نے اِسے اَچھی ترتیب دی ہے، عبد الکریم بن محمد السمعانی متوفی ۵۶۲ھ نے "التّحبِیرُ فی المُعجم الکَبِیر" کے نام سے اِس کو جمع کیا ہے۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنُون، باب المیم، ج ۲، ص ۱۷۳۷

۱۲۰۔ المُعجَمُ الکَبِیر، باب الیاء، یزید بن ثابت الأنصاری، ج ۲۲، ص ۲۴۱

۱۲۱۔ سُنَن التّرمذی، کتاب الدّعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی رفع الأیدی عند الدّعاء، الحدیث: ۳۳۸۶، ج ۵، ص ۴۶۳

۱۲۲۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب الوتر، باب الدّعا، الحدیث: ۱۴۹۱، ج ۱، ص ۵۵۳

مُصنّف نے اس میں کُتُب صحاحِ ستہ یا اُن میں کسی ایک میں موجود احادیث

کے برابر ہاتھ اُٹھانے چاہئیں۔ اِس حدیث کو اِمام اَحمد نے اَپنی "مُسند" میں اور اَبوداؤد نے اَپنی "سُنَن" میں اور اَبوبکر بن شیبہ نے اَپنی "مُصنَّف" میں روایت کیا ہے۔ (۱۲۴)

حضرت اِبن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''دُعا کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اُٹھایا جائے''۔ اِس حدیث کو اَبوداؤد نے (اَپنی "سُنَن" میں) روایت بیان فرمایا ہے۔ (۱۲۵) اور حاکم (۱۲۶) "مُستدرَک" (۱۲۷) میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''دُعا میں عاجزی سے ہاتھوں کو

۱۲۴۔ اس میں بعض اُن احادیث کی طرف اشارہ جو اِن مُحدِّثین سے مروی ہیں اور کندھوں کے برابر ہاتھ اُٹھانے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں اُن میں سے ایک حدیث تو وہ جو یہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے مذکور ہے، دوسری حدیث جو امام عبدالرّزاق نے اپنی "مصنّف" (باب رفع الیدین فی الدّعا، برقم: (۸۸۲)۔ ۳۲۳۹، ج۲، ص ۱۶۱) میں اور امام ابوداوٗد نے اپنی "سُنَن" (کتاب الصّلاۃ، باب الدّعاء، برقم: ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، و قال المنذری فی "مختصر السُّنَن": مرفوعاً، و ھو حدیثٌ حسنٌ) میں روایت کی ہے۔

۱۲۵۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب الوتر، باب الدُّعا، الحدیث: ۱۴۹۱، ج۱، ص ۵۵۳

۱۲۶۔ آپ کا نام امام حاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن حَکم ضَبّی طہمانی نیشاپوری المعروف ابن البیع ہے۔ آپ کی پیر کے روز ۳ ربیع الاول ۳۲۱ھ نیشاپور میں ولادت ہوئی۔ آپ نے متعدد کُتب تصنیف فرمائیں جن میں "أربَعِین فی الحَدِیث"، "تراجمُ الشُّیوخ"، "السِّیاق فی ذَیل تاریخ نیسابور"، "فضائلُ العشرۃُ المُبشَّرۃ"، "المُستدرَکُ علی الصَّحِیحَین" وغیرہا شامل ہیں۔ مگر "المُستدرَك علی الصَّحِیحَین" کو جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی وہ دوسری کُتب کو حاصل نہ ہوسکی۔ آپ کا وصال ماہ صفر ۴۰۵ھ میں ہوا۔ دیکھئے: ھَدِیَّۃُ العَارِفین، باب المیم، ج۲، ص ۵۹

۱۲۷۔ اِس کتاب کا نام "المُستدرَك علی الصَّحِیحَین" ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔ اور شمس الدین اَبوعبد اللہ محمد بن اَحمد الذہبی متوفی ۷۴۸ھ نے اِس کا اِختصار کیا ہے، اور امام جلال الدین السّیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے "تَوضِیحُ المُدرك فی تَصحِیحِ المُستَدرَك" کے نام سے حاشیہ لکھا ہے۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنُون، باب المیم، ج۲، ص ۱۶۷۲

اُٹھائیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: ﴿فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ﴾ (۱۲۸)۔" (۱۲۹) دُعا میں ہاتھ اُٹھانے کے لئے اور بھی مشہور اَحادیث ہیں۔ (۱۳۰)

﴿دُعا میں ہاتھ اُٹھانے کے مُتعلّق فقہی روایات﴾

"القنیہ" (۱۳۱) میں ہے: دُعا میں سینے کے مقابل ہاتھوں کو اُٹھانا مُستحب ہے اِسی طرح حضرت اِبن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فعل مُبارک کو روایت کیا ہے۔ علامہ شیخ رحمت اللہ السِّندی (۱۳۲) اَپنی کتاب "مَنسک

۱۲۸۔ سورة المؤمنون، الآية: ۷۶

۱۲۹۔ المُستدرَك للحاكم، كتاب التّفسير، تفسير سورة الكوثر، الحديث: ۳۹۸۱، ج۲، ص ۵۸۶

۱۳۰۔ اس کے لئے علامہ غماری مغربی کے رسالے "المِنَح المطلوبة" کا مطالعہ مفید ہے۔

۱۳۱۔ اِس کتاب کا نام "قُنيةُ المُنية على مَذهبِ أبي حَنيفة" ہے۔ یہ کتاب اَبوالرّجاء نجم الدّین مختار بن محمود الزّاہدی الحنفی متوفی ۶۵۸ھ کی تصنیف ہے۔ اُن کی تصانیف میں "شرحُ مختصرُ القُدوری"، "رِسالةُ النّاصرية"، "فَرائِضُ الزّاهِدي"، "المُجتَبى فِي الأُصول" وغیرہا شامل ہیں۔ دیکھئے: هَدية العَارِفين، باب الميم، ج۲، ص ۴۲۳ اور مُصنّف کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عقائد میں معتزلی تھا اور فقہ میں حنفی تھا اور اُن کی کُتب غیر مُعتبر اور رَطب ویابِس سے بھری ہوئی ہیں۔ لیکن شیخ الاسلام، مُحدِّث، فقیہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سندھی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں کہ: علمائے بخارا نے لکھا ہے کہ اگرچہ اُن کی کتابیں معتزلی ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہیں لیکن اگر ہماری فقہ حنفیہ کی کُتب اُس کی کُتب کے موافق ہو جائیں تو وہ معتبر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ: مُصنّف نے "القنية" میں فقہ حنفی کی ایک سو (۱۳۰) معتبر کتابوں سے حوالے نقل کیے ہیں اور معتزلہ کی گیارہ کتابوں سے حوالے نقل کیے ہیں جن کو اُس نے اِن رُموز سے واضح کیا ہے۔ بت: برھان ترجمانی، بق: بقالی، بک: برھان کافی، بو: وبری، جت: جمع التّفاریق للبقالی، یت: یوسف ترجمانی، مت: مجد الأئمہ، شم: شرف الأئمہ المکی، شبق: شرح بقالی، ضو: ضمیر وبری، عت: علماء ترجمانی، باقی حنفیہ کی معتبر کتابوں سے حوالے نقل کیے ہیں۔ الحِجج الجَلِيّة فى مَسئلةِ سُؤرِ الأجنَبيّة، للعلامة المخدوم محمد هاشم التتوى السّندى

۱۳۲۔ شیخ رحمة اللہ بن قاضی عبد اللہ بن ابراہیم السّندی ثم المدنی ۹۳۰ھ میں سندھ کے شہر "دربیلہ" میں پیدا

المُتَوسِّط "(۱۳۳) میں فرماتے ہیں کہ: '' دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا اور تین مرتبہ دُعا مانگنا اور درود

ہوئے ، آپ کے والد صاحب "مِنھَاج المِشکاۃ " علامہ عبد العزیز الابہری کے شاگرد تھے۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی علامہ حمید الدین (یا عبد الحمید) بن قاضی عبد اللہ السّندی متوفی ۱۰۰۹ھ مشہور مُحدِّث ابن الحجر الہیتمی المکی متوفی ۹۷۴ھ کے شاگرد تھے۔ والد اور بھائی کے ساتھ حرمین شریفین کی حاضری کے موقع پر مندرجہ ذیل علماء نے آپ سے اور آپ نے اُن سے اَخذِ علم کیا۔ (۱) ابن حجر المکی (۲) صاحب "تنزِیہُ الشَّریعة المَرفُوعَة عن الأحادیث الشَّنِیعَة المَوضُوعَة " شیخ علی بن محمد بن علی الکتانی متوفی ۹۶۳ھ (۳) صاحب "کنزُ العُمّال فی سُنَنِ الأَقوالِ و الأَفعَال " شیخ حسام الدین علی بن عبد الملک البرہانفوری متوفی ۹۷۵ھ۔ آپ کی تصانیف میں سے " لُبَابُ المَنَاسِك و عُبَابُ المَسَالِك " المعروف " المَنسَكُ الأَوسَط " اور " جَمعُ المَنَاسِك و نَفعُ النَّاسِك " المعروف "المَنسَكُ الکَبِیر " اور " زُبدَۃُ المَنَاسِك " المعروف "المَنسَكُ الصَّغِیر " (اِس کی شرح مُلّا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ نے " بِدَایَةُ السَّالِك فی نِهَایَةُ المَسَالِك " کے نام سے کی جس پر شیخ یحییٰ مؤذن بن محمد بن جعفر حسنی مکی (ت ۱۲۶۰ھ) نے حاشیہ لکھا ہے (جس کا عکس فقیر کی کُتب خانے " المکتبةُ الأویسیّه " میں موجود ہے۔)، اور اِس کی شرح فقیہ حنیف الدین بن عبد الرحمٰن عُمری مُرشدی حنفی متوفی ۱۰۸۷ھ نے کی اور اُس پر حاشیہ علامہ عبد اللہ بن احمد میرداد مکی (ت ۱۳۴۳ھ) نے لکھا، شیخ ابراہیم بن بیری مکی حنفی متوفی ۱۰۹۹ھ نے "إرشادُ القَدِیر" اور "التَّعبِیرُ المُنِیر علی مواضع من المَنسَكُ الصَّغِیر" کے نام سے شرحیں لکھیں، اور شیخ جمال الدین محمد بن محمد حنفی متوفی ۱۰۸۷ھ نے "الضَّوءُ المُنِیر علی المَنسَك الصَّغِیر" کے نام سے شرح لکھی ہے اور علامہ یوسف بن عبد الکریم انصاری مدنی متوفی ۱۱۷۷ھ نے اِسے "الطَّرِیق السَّالِك إلی زُبدۃ المنَاسِك" کے نام سے نظم کیا اور فقیہ مصطفیٰ بن محمد دمشقی الشّہیر بالرحمتی متوفی ۱۲۰۵ھ نے اُس کی نظم کی شرح لکھی اور " رسالةٌ فی الاقتداءِ بالشَّافعیّة و الخِلاف فی ذالك" (جس کا عکس فقیر کی کُتب خانے " المکتبةُ الأویسیّه " میں موجود ہے۔) وغیرہا ہیں۔ آپ نے بروز جمعۃ المبارک ۱۸ محرم الحرام ۹۹۳ھ میں وصال فرمایا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔ دیکھئے: إرشاد السَّاری إلی مناسِكِ المُلاّ علی القاری ، الفصل الأوّل، التعریف بصاحب المتن، ص ۳،۴۔ و کشفُ الظُّنون ، ج ۲، ص ۱۵۴۵

۱۳۳۔ اِس کتاب کا نام " لُبَابُ المَنَاسِك و عُبَابُ المَسَالِك " المعروف "المَنسَكُ الأَوسَط " ہے۔ اِس کتاب میں مناسکِ حج کا تفصیلی بیان ہے۔ اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔ علماء نے اِس کی شروحات کے طرف بھی توجہ دی ہے، مُلّا علی قاری متوفی ۱۰۴۱ھ نے " المَسلَكُ المُتَقسِّط فِی المَنسَكِ المُتَوسِّط " کے نام

شریف سے دُعا کو شروع و ختم کرنا یہ سب آدابِ دُعا سے ہے۔" (۱۳۴) مُلّا علی قاری (۱۳۵) اِس کی "شرح" (۱۳۶) میں لکھتے ہیں: "بیشک یہ تینوں اُمورِ دُعا کے مُستحبات سے ہیں۔" (۱۳۷)

اِسی طرح ہم نے "العقائِد السِّنیّه" اور "منهجُ العُمال" سے ثابت کر چکے ہیں کہ نماز کے بعد دُعا میں ہاتھ اُٹھا سنّت ہے۔ اور اسی طرح ہم "شرعة الإسلام" اور "إمدادُ

سے اِس کی شرح کی ہے، جس پر قاضی حسین بن محمد سعید مکی حنفی متوفی ۱۳۶۶ھ نے "إرشادُ السّاری" کے نام سے حاشیہ لکھا، اور علامہ قاضی عبد الرحمٰن عُمری مُرشدی حنفی مکی متوفی ۱۰۷۶ھ نے، علامہ فقیہ عبد اللہ بن حسن عفیف کازَرُونی مکی حنفي (کان حیًّا سنة ۱۱۰۲ ھ) نے، علامہ خطیب قاضی عید بن محمد اَنصاری مکی حنفی متوفی ۱۱۴۳ھ نے "خلاصةُ النّاسِك" کے نام سے، اور اُن کے بھائی کے بیٹے قاضی مکہ فقیہ جمال الدین محمد بن محمد اَنصاری (من أهل القرن الثانی عشر) نے بھی شرح لکھی ہے۔ اور مُلّا علی قاری حنفی نے "لُبُّ لُباب المناسك و حُبّ عُباب المسالك" کے نام سے، فقیہ عبد اللہ عفیف مذکور نے "بُغيةُ النّاسك" کے نام سے "المَنسَكَ الأوسط" کو مختصر کیا، اور شیخ یحیٰ مؤذن مذکور نے "جَوَاهرُ لُباب المَناسك" کے نام سے، اور علامہ عفیف نے اپنے مختصر کی "أقربُ المَسالك" کے نام سے شرح لکھی اور علامہ شامی کے قول "العفیف فی شَرحِ مَنسَکه" سے مراد یہی شرح ہے اور شیخ یحیٰ نے بھی اپنے مختصر کی شرح لکھی۔

۱۳۴۔ لُباب المَناسِك و عُباب المَسالِك، باب الوُقوف بمعرفته و أحكامه، فصل فی صفة الوقوف، ص ۱۳۸

۱۳۵۔ آپ کا نام الامام الفقیہ المفسر المتکلم المحدّث نور الدین علی بن سلطان محمد القاری الحنفی ہے، آپ ہرات میں پیدا ہوئے، آپ کی تصانیف کا شمار ۳۰۰ تک پہنچتا ہے (آپ کے تصانیف کے ناموں کی فہرست فقیر کے کتب خانے "المَكتبةُ الأویسیّه" میں موجود ہے۔) جن میں سے کچھ یہ ہیں: "تعلیقاتُ القاری علی ثَلاثیاتِ البُخاری" (جس کا عکس فقیر کے کتب خانے "المَكتبةُ الأویسیّه" میں موجود ہے۔)، "جمعُ الوَسائِل"، "الجَمالَین حاشیهُ تفسیرِ الجلالَین"، "مِرقاةُ المَفاتیح"، آپ کا مکة المکرمة میں ۱۰۴۱ھ میں وصال ہوا، جنت المعلی میں آپ کو دفن کیا گیا۔ دیکھئے: هَدیَةُ العارِفین، باب العَین، ج ۱، ص ۷۵۱

۱۳۶۔ اِس کتاب کا نام "المَسلَكُ المُتقَسّط فِی المَنسَك المُتوَسّط" ہے، اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

۱۳۷۔ المَسلَكُ المُتقَسّط فِی المَنسَك المُتوَسّط، فصل فی صفة الوقوف، فإذا فرغ الإمام من الجمع من مسجد إبراهیم، ص ۱۳۴

الفتّاح" سے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ نماز سے فراغت کے بعد دُعا کے لئے ہاتھوں کو اُٹھانا چاہیے۔

اور دُعا کے بعد ہاتھوں کا منہ پر مسح کرنا (۱۳۸) یہ بھی اَحادیثِ نبویہ اور روایات فقہیہ سے ثابت ہے۔ اَحادیث کو تو ہم نے امام اَبوداوٗد اور طبرانی کی روایت سے ذِکر کیا ہے۔ اور اَبھی ہم امام اَبوداوٗد، ترمذی، اِبن ماجہ، اِبن حبان اور حاکم سے روایات نقل کریں گے۔

امام ترمذی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب بھی دُعا کے لئے اَپنے مبارک ہاتھوں کو بلند فرماتے تھے میں نے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اَپنے چہرۂ اَقدس پر ہاتھوں کو مسح فرماتے تھے۔" (۱۳۹)

اور امام اِبن ماجہ، حضرت اِبن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "جب دُعا سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے چہرے پر دونوں ہاتھوں سے مسح کرو۔" (۱۴۰)

اور اِس سلسلے میں جو فقہی روایات ہیں وہ تو کافی ہیں۔ بعض فقہی روایات کو ہم اِس رسالے میں پہلے ذکر کر چکے ہیں جن کو ہم نے " نُورُ الإیضَاح " اِس کی شرح "إمدادُ الفتّاح" ،

۱۳۸۔ یعنی، دُعا کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرنا جیسا کہ متعارف ہے۔

۱۳۹۔ سُنَن التّرمذی، کتاب الدّعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی رفع الأیدی عند الدّعاء، الحدیث: ۳۳۸۶، ج۵، ص۴۶۳۔ اور امام ترمذی کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں کہ اس حدیث شریف کے شواہد ہیں اُن میں سے ایک حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے جسے امام ابوداوٗد وغیرہ نے روایت کیا اور ان کا مجموعہ اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ حدیث "حسن" ہے (بُلوغ المَرام من أدلّة الأحکام، کتاب الجامع، باب الذّکر و الدّعا، برقم: ۱۵۸۲/۱۷، ص ۳۳۱)

۱۴۰۔ سُنَن ابن ماجة، کتاب إقامة الصّلوٰة و السّنّة فیها، باب من رفع یدیه فی الدّعاء و مسح بهما وجهه، الحدیث: ۱۱۸۱، ج۱، ص ۳۷۳

"مَواھبُ الرّحمٰن" اور اِس کی شرح "البُرھان"، "العقائد السِنیّه" اور "منھجُ العُمال" وغیرہا سے نقل کیا ہے۔

اور دُعا میں مُقتدیوں کا آمین آمین کہنا بھی سُنَنِ دُعا سے ہے اور اَحادیث نبویہ و روایاتِ فقہیہ سے ثابت ہے۔ جس طرح اِبن الجزری "حِصنِ حَصِین" میں فرماتے ہیں کہ: دُعا میں مُقتدیوں کا آمین آمین کہنا یہ آدابِ دعا سے ہے۔ اِس حدیث کو امام بخاری، مسلم، ابوداوٗد، نسائی نے روایت کیا ہے۔ (۱۴۱) (۱۴۲) اور دُعا کے بعد اَپنے چہرے پر ہاتھوں کو مسح کرنا بھی آدابِ دعا سے ہے۔ اِس کو امام اَبوداوٗد، ترمذی، اِبن ماجہ، اور اِبن حبان نے اَپنی "صحیح" میں اور حاکم نے "مُستدرَك" میں روایت کیا ہے۔'' (۱۴۳)

اِن روایات کے علاوہ یہ روایت بھی ہے کہ: ''جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیھما السلام کو دُعا کا حکم فرمایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دُعا مانگتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین آمین کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ اُن کی دُعا کو قبول فرماتا تھا۔ جس طرح ربّ

۱۴۱۔ یاد رہے کہ آمین کی دو قسمیں ہیں، ایک مقتدیوں کا ﴿وَ لا الضَّآلِّین﴾ پر آمین کہنا، یہ آمین مقید ہے، دوسری دُعا سُننے والے کا دُعا پر آمین کہنا تو یہ آمین مطلق ہے، پس امام بخاری و مسلم وغیرہا کی روایت مقتدیوں کی آمین کی دلیل ہے اور دُعا سننے والے کی آمین کی دلیل حضرت حبیب بن مَسلمہ فِہری کی مرفوع بسَنَد حَسَن مروی حدیث ہے ''کوئی مسلمان قوم اکٹھے ہو کر دُعا نہیں کرتی کہ ایک دُعا کرے دوسرے آمین کہیں مگر اللہ تعالیٰ اُن کی دُعا کو قبول فرماتا ہے''۔ (اَلمُعجَمُ الکَبِیر، ٤/٢١، ٢٢، برقم: ٣٥٣٦) حافظ ہیثمی نے کہا کہ اس روایت کے رِجال صحیح کے رِجال ہیں سوائے ابن لھیعہ کے وہ "حَسَنُ الحدیث" ہے (مجمع الزّوائد، کتاب الأدعیّة، باب التّأمین علی الدّعاء، برقم: ١٧٣٤٧، ج ١٠، ص ١٩٤) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ "الدَّاعِیُ و المُؤَمِّنُ شَرِیکَان" (فِردوسُ الأخبَار، باب الدّال، برقم: ٢٩١٥، ج ١، ص ٣٩٣) یعنی، دُعا کرنے والا اور آمین کہنے والا دونوں شریک ہیں۔

۱۴۲۔ الحِصنُ الحَصِین من کلام سید المُرسلِین، فصل آداب الدُّعاء، ص ٤

۱۴۳۔ الحِصنُ الحَصِین من کلام سیّد المُرسلین، فصل آداب الدّعاء، ص ٤

تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے ﴿قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا﴾۔ اِسی طرح کُتب تفاسیر میں ہے۔(۱۴۴) اِس سلسلے میں جو فقہی روایات ہیں وہ "نورُ الإيضَاح" اور اِس کی شرح "إمْدَادُ الفتّاح" وغیرہا سے ہم ابھی ذِکر کر چکے ہیں۔

دوسرا باب

﴿فرض نماز کے بعد سُنّت سے پہلے دُعا مانگنا بغیر کراہت کے جائز ہے بلکہ آخر میں دُعا کرنے سے اَفضل ہے﴾

اِس باب میں دو فصل ہیں:

ا۔ پہلی فصل

اُن اَحادیث کے بیان میں جو اِس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

اور جو ہم نے پہلے باب میں ذِکر کیا ہے اُسے تو آپ نے جان لیا کہ بیشک فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا سُنّت ہے۔ رہی یہ بات کہ فرض نماز کے بعد سُنّت سے پہلے دُعا مانگنا مکروہ ہے یا نہیں؟

تو ہم کہتے ہیں کہ: پہلے باب میں ہم یہ روایت ذِکر کر چکے ہیں جسے امام بخاری اپنی کتاب "تَارِيخ أَوْسَط" میں روایت کیا ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہر نماز کے بعد دُعا مانگتے تھے۔(۱۴۵) اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اِس بات سے منع فرماتے تھے کہ اِمام فقط اپنے آپ کے لئے دعا کرے اور مسلمانوں کے لئے دُعا نہ مانگے۔

١٤٤۔ تفسير الدُّرُّ المنثور، سورة يونس، تحت الآية: ٨٩۔ ج٤، ص ٣٨٥

١٤٥۔ تَارِيخُ الأَوْسَط، ج٥، ص ١

پس تحقیق امام اَبوداؤد اَپنی "سُنَن" (۱۴۶) میں اور دوسرے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''جو اِمام فقط اپنے لئے دُعا کرے اور مسلمانوں کے لئے دُعا نہ مانگے، بیشک اُس نے خیانت کی''۔ (۱۴۷)

امام مسلم اَپنی "صَحِیح" (۱۴۸) میں اور اَبوداؤد اَپنی "سُنَن" (۱۴۹) میں اور اِمام اَحمد اَپنی "مُسنَد" (۱۵۰) میں حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت عائشہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت سُنت ادا فرماتے پھر لوگوں کو نمازِ ظہر پڑھانے تشریف لے جاتے، پھر میرے گھر میں داخل ہوتے اور پھر دو رکعت نماز پڑھتے، پھر گھر سے تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نمازِ عصر پڑھاتے، پھر لوگوں کو نمازِ مغرب پڑھاتے، پھر میرے گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے تھے، پھر میرے گھر میں داخل ہوتے تھے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

۱۴۶۔ اِس کتاب کا نام "السُّنَنُ لأبی داؤد" ہے، یہ کتاب طبع شدہ ہے۔ امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی متوفی ۶۵۶ھ نے اِس کتاب کا "المُجتبی" کے نام سے اِختصار کیا ہے، امام جلال الدین السیوطی الشافعی متوفی ۹۱۱ھ نے اِس کی "زھرُ الرّبی عَلَی المُجتبی" کے نام سے شرح لکھی ہے۔ "سُنَن أبی داؤد" کی علماء کرام نے متعدّد شُروحات لکھی ہے، جن میں سے کچھ یہ ہیں: اَبوسلیمان اَحمد بن محمد متوفی ۳۸۸ھ کی "مَعالِم السُّنَن"، امام جلال الدین السیوطی الشافعی متوفی ۹۱۱ھ کی "مِرقاۃ الصّعود إلی سُنَنِ أبی داؤد"، شیخ سراج الدین عمر بن علی المعروف ابن المُلقّن الشافعی کی "شرحُ سُنَنِ أبی داؤد"، امام بدرالدین محمود بن اَحمد العینی الحنفی متوفی ۸۵۵ھ کی "شرحُ سُنَنِ أبی داؤد"۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب السّین المھملة، ج۲، ص ۱۰۰۵

۱۴۷۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب الطّھارة، باب أیصلّی الرّجل وھو حاقن، الحدیث: ۹۰، ج۱، ص ۳۴

۱۴۸۔ صحیح مسلم، کتاب صلوٰة المسافرین، باب جواز النّافلة قائماً و قائداً......الی آخرہ، الحدیث: ۱۷۳۳، ج۲، ص ۱۶۲

۱۴۹۔ سُنَن أبی داؤد، کتابُ التّطوّع، باب التّطوّع ورکعات السّنة، الحدیث: ۱۲۵۳، ج۱، ص ۴۸۶

۱۵۰۔ المُسنَدلإمام أحمد بن حنبل، باقی مُسند الأنصار، السیّدة عائشة، الحدیث: ۲۴۰۶۵، ج۶، ص ۳۰

اِس حدیث کے آخر میں ہے کہ: جب فجر طُلوع ہوتی تو دو رکعت نماز ادا فرماتے، پھر لوگوں کو نمازِ فجر پڑھانے لے لئے مسجد تشریف لے جاتے تھے۔"

امام ترمذی نے "شمائل" (۱۵۱) میں اور اِبن ماجہ نے اپنی "سُنَن" (۱۵۲) میں حضرت عبداللہ بن سعد الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ: کون سی نماز اَفضل ہے گھر میں یا مسجد میں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "میں مسجد میں نماز پڑھنے سے گھر میں نماز پڑھنے کو پسند کرتا ہوں مگر وہ فرض نماز نہ ہو۔" (۱۵۳)

۱۵۱۔ اور اِس کا مکمل نام "الشَّمَائِلُ النَّبوِيَّة والخَصَائِل المُصطَفوِيَّة" ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔ علماء کرام نے اِس کتاب کی متعدد شروحات لکھی ہیں۔ اُن میں سے شہاب الدین احمد بن حجر الھیثمی متوفی ۹۷۳ھ کی "أشرفُ الوَسَائِل إِلی فَهمِ الشَّمَائِل" (جس کا عکس فقیر کے کتب خانے "المَکتبةُ الأویسیّة" میں موجود ہے۔) اور امام جلال الدّین السّیوطی کی "زهرُ الخَمَایل علی الشّمائل" اور مُلّا علی قاری کی "جمعُ الوَسَائل" اور علامہ عبدالرؤف المناوی کی شرح زیادہ مشہور ہیں۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب الشّین المعجمة، ج۲، ص ۱۰۵۹

۱۵۲۔ اور اِس کا نام "السُّنَن لابن ماجة" ہے، یہ کتاب طبع شُدہ ہے، علماء نے اِس کی بیشمار شُروحات لکھی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: الحافظ علاء الدین مغلطای بن قلیج الحنفی متوفی ۷۶۲ھ کی "شرحُ سُنَن ابن ماجة"، امام جلال الدّین السّیوطی الشّافعی متوفی ۹۱۱ھ کی "مِصبَاحُ الزُّجاجة علی سُنَن ابن ماجة"، شیخ کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری الشافعی متوفی ۸۰۸ھ کی "الدِّیباجة"۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب السّین المهملة، ج۲، ص ۱۰۰۵

۱۵۳۔ الشَّمائِل للتّرمذی، باب صلوٰة التّطوّع فی البیت، الحدیث: ۲۹۷، ج۱، ص ۲۴۵۔ أیضاً سُنَن ابن ماجة، کتاب اقامة الصّلوٰة و السُّنّة فیها، باب ماجاء فی التّطوّع فی البیت، الحدیث: ۱۳۷۸، ج۱، ص ۴۳۹۔ بوصیری نے "مصباح الزّجاجة" (۲۴۶/۱) میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح اور اس کے رجال ثقات ہیں اور اسے ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں روایت کیا ہے اور اس کے "صحیحین" میں حدیثِ زید بن ثابت سے شواہد ہیں۔ (تعلیق عبد الفتّاح علی التُّحفة المذکورة، ص ۴۲)

٢۔ دوسری فصل

اُن فقہی روایات میں جو اِس بات پر دال ہیں کہ: فرض نماز کے بعد سُنّت سے پہلے دُعا مانگنا بلا کراہت جائز ہے بلکہ آخر میں دعا مانگنے سے اَفضل ہے۔

بقالی سے مروی ہے کہ: نمازی سُنّت پڑھنے سے پہلے دُعا مانگنے میں مشغول ہو جائے یہ اَفضل ہے۔ اور ہمارے زمانے میں یہی مشہور و معمول ہے۔ اور یہ اَمر حدیث سے بھی مُستجاب ہے۔'' (١٦٣) بقالی نے امام حسنِ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: اُن کا ایک پڑوسی تھا وہ اپنی پیٹھ پہ لکڑیوں کی گٹھڑی لے کر مسجد میں نماز پڑھنے آتا تھا۔ جب اَمام سلام پھیرتا تھا تو وہ جلدی مسجد سے نکل جاتا۔ ایک دن امام حسن بصری نے اُسے فرمایا تم ایک ساعت کے لئے کیوں نہیں بیٹھ جاتے؟ اگر تجھے آخرت کی کوئی پرواہ نہیں ہے تو پھر دنیا کی تجھے کیا ضرورت ہے؟ لہٰذا نماز کے بعد بیٹھ جایا کرو، اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو اور اللہ تعالیٰ سے سواری مانگو جو قیامت کے دن تجھے اَپنی پیٹھ پر اُٹھائے۔ اِس روایت کا ذکر ''خلاصہ'' میں ہے۔ انتھی ما فی المفاتیح۔ (١٦٤)

"مَواهِبُ الرَّحمٰن" (١٦٥) اور اِس کی شرح "البُرهان" (١٦٦) میں ہے جس کے

١٦٣۔ مفاتيحُ الجِنان شرح شرعةِ الإسلام، فصل فی آداب الصّلوٰة، ص ١٢٨

١٦٤۔ مَفاتيحُ الجنان شرحِ شرعَةِ الإسلام، فصل فی آداب الصّلوٰة، ص ١٢٨

١٦٥۔ اِس کتاب کا مکمل نام "مَواهِبُ الرَّحمٰن فی مَذهَبِ أبی حَنيفةَ النُّعمان" ہے، یہ کتاب بُرھان الدّین ابراہیم بن موسیٰ بن عبداللہ بن اَبی بکر الطر ابلسی ثم القاہری الحنفی متوفی ٩٢٢ھ کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے (اِس کتاب کا عکس فقیر کے کتب خانے "المَكتبةُ الأويسية" میں موجود ہے)۔ مُصنّف علیہ الرحمۃ کی اِس کے علاوہ یہ کتابیں بھی ہیں: "صنفُ الإسعَاف فِی أحكام الأَوقَاف"، "مختصر مجمعُ البَحرَين لابن السّاعاتی فی الفُروع" وغیرہا۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب المیم، ج٢، ص ١٨٩٥۔ هَديَةُ العَارِفين، باب الألف، ج١، ص ٢٥

١٦٦۔ اِس کتاب کا نام "البُرهان شرحُ مَواهِبِ الرَّحمٰن فی مَذهبِ النُّعمان" ہے۔ یہ کتاب بُرھان

اَلفاظ یہ ہیں: اَمام کے لئے مُستحب ہے کہ سلام کے بعد تین مرتبہ اِستغفار، (ایک بار) آیۃ الکرسی اور (ایک بار) مُعوَّذات (یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھے، پھر یہ پڑھے: اَللّٰھُمَّ أَنتَ السَّلَامُ وَ مِنكَ السَّلَامُ تبَارَكتَ يَا ذَا الجَلَالِ وَ الاَكرَامِ اور ہر فرض نماز کے بعد یہ وِرد کرے: لَااِلٰهَ اِلَّا وَحدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ المُلكُ وَ لَهُ الحَمدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعطَيتَ وَ لَا مُعطِيَ لِمَا مَنَعتَ وَ لَا يَنفَعُ ذَا الجَدِّ مِنكَ الجَلَالِ۔ (۱٦۷) پھر اِمام اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے جامع ماثورہ دُعا کرے۔ دُعا کے لئے اَپنے ہاتھوں کو سینے کے مقابل اُٹھائے، ہاتھوں کی ہتھیلیاں منہ کے سامنے رکھے، خشوع وخضوع کے ساتھ دُعا کرے پھر آخر میں اَپنے ہاتھوں کا اپنے منہ پر مسح کرے۔" (۱٦۸)

فرض اور سُنّت کے درمیان دُعا کے جواز کے لئے یہ عبارت نص ہے۔ کیونکہ اِس عبارت میں یہ اَلفاظ نہیں ہیں کہ اِمام سُنّت پڑھے پھر اَپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دُعا مانگے۔ اور اِس عبارت میں یہ قرینہ دلالت کرتا ہے کہ یہ کلمات: اَللّٰھُمَّ أَنتَ السَّلَامُ وَ مِنكَ السَّلَامُ تبَارَكتَ يَا ذَا الجَلَالِ وَ الإِكرَامِ یہ کلمات فرض اور سُنّت کے درمیان ہی پڑھے جائیں گے۔ تیسرا قرینہ یہ ہے کہ: عبارت میں یہ الفاظ ہیں ہر فرض نماز کے بعد۔

"فَتَاوىٰ صُوفيّة" میں "نِصَابُ الفِقه" سے نقل کیا گیا ہے کہ: جب اِمام مغرب کی فرض نماز سے فارغ ہو جائے تو اِمام کے لئے مُستحب ہے کہ مختصر دُعا میں مشغول ہو، پھر دو رکعت

الدّین ابراہیم بن موسیٰ بن عبد اللہ بن اَبی بکر الطر ابلسی ثم القاہری الحنفی متوفی ۹۲۲ھ کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے (اِس کتاب کا عکس فقیر کے کتب خانے "المَكتبةُ الأويسيّة" میں موجود ہے)۔ دیکھئے: كشفُ الظُّنون، بابُ الميم، ج۲، ص ۱۸۹۵۔ هَديَةُ العَارِفين، باب الألف، ج۱، ص ۲۵۔

۱٦۷۔ صحیح "مِنكَ الجدُّ" ہے جیسا کہ امام بخاری کی قُتیبہ سے (برقم: ٦۳۳) اور امام مسلم کی اسحاق سے (باب استحباب الذِّکر بعد الصّلاۃ میں) روایت ہے۔

۱٦۸۔ مواهِبُ الرَّحمٰن، كتاب الصَّلوٰة، باب الإمامة، ج۱، ص ۲٦

سُنّت پڑھے۔ اِسی طرح فقیہ ابواللیث نے کہا ہے۔" (۱۶۹)

" الکافِی "(۱۷۰) میں صاحبِ (۱۷۱) " کَنزُ الدَّقائِق "(۱۷۲) نے فصل: تکبیراتُ التّشریق فی موضع الفرق بین تکبیراتِ العِیدَین و تکبیراتِ التَّشرِیق میں لکھا ہے کہ: تکبیراتِ تشریق فرض نماز کے بعد ہیں کیونکہ نص کے مُطابق یہ مَقام ذِکر و دُعا کا مَقام ہے۔

۱۶۹۔ فَتاوی الصُّوفِيَّة، الباب الخامس عشر فی الاشتغال بالدّعا بعد الفرائض اللتی بعدها سنّة، الفصل الأول، ق ۶۹/ب

۱۷۰۔ اِس کتاب کا نام " الکافی شرح الوافی " ہے۔ حافظ الدین نسفی نے "بدایة المبتدی" کی طرز پر "الوافی" کے نام سے متن لکھا پھر "هدایه" کی طرز پر "الکافی" کے نام سے اس کی شرح لکھی اور یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے۔ (اِس کا عکس فقیر کے کُتب خانے " المَکتبةُ الأویسِیّة " میں موجود ہے۔)

۱۷۱۔ آپ کا نام حافظ الدین اَبوالبرکات عبداللہ بن اَحمد بن محمود النَّسفی الحنفی ہے۔ امام نسفی اُصول و فروع میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف کو معتبر مانا جاتا ہے۔ آپ کی تصانیف میں چند یہ ہیں: " تَفسِیرُ مَدارِك التَّنزِیل " ، "الوافِی" (جس کا عکس فقیر کے کُتب خانے " المَکتبةُ الأویسِیّة " میں موجود ہے۔)، " مَنارُ الأُصول " ، " کشفُ الأَسرار فی شَرحِ المَنار "۔ آپ کا شبِ جمعہ ماہ ربیع الأول ۷۱۰ھ میں وصال ہوا۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب الکاف، ج۲، ص ۱۵۱۵۔ هَدِیَةُ العَارفین، باب الألف، ج۱، ص ۴۶۴

۱۷۲۔ یہ کتاب حافظ الدین اَبوالبرکات عبداللہ بن اَحمد بن محمود النَّسفی الحنفی متوفی ۷۱۰ھ کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب مصنف کی کتاب "الوافی" کی تلخیص ہے جیسا کہ "کنز الدّقائق" کی ابتداء میں مذکور ہے اور یہ کتاب درسِ نظامی میں پڑھائی جاتی ہے اور اس کا شمار مُتون معتبرہ میں ہوتا ہے۔ متعدد علماء کرام نے اِس کی شروحات لکھیں، چند شروحات یہ ہیں: امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی متوفی ۷۴۳ھ کی " تَبیِینُ الحَقائق شرحُ کَنزِ الدَّقائِق "، امام بدر الدین محمود بن اَحمد العینی متوفی ۸۵۵ھ کی " رَمزُ الحَقائِق "، زین العابدین بن اَبراہیم بن نجیم المصری متوفی ۹۷۰ھ کی " بحرُ الرَّائِق " وغیرہا، اور فخر الدین ابن لفصیح اَحمد بن علی الھمدانی متوفی ۷۵۵ھ نے اِس کتاب کو " مُستحسنُ الرَّائق " کے نام سے نظم کیا، اور علی بن محمد المعروف ابن الغانم المقدسی متوفی ۱۰۰۴ھ نے " مُستحسنُ الرَّائق " کی " أَوضَحُ الرّمز عَلی نَظمِ الکَنز " کے نام سے شرح لکھی ہے، اور عبدالرحمن بن عیسی المُرشدی الحنفی متوفی ۱۰۳۷ھ نے " کَنزُ الدَّقائِق " کے کتاب الحج کی " فَتحُ المَسالِك الرّمز شرحُ مَناسِك الکَنز " کے نام سے شرح لکھی ہے۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب الکاف، ج۲، ص ۱۵۱۵

مُصنِّف کے نزدیک نص سے مُراد ربّ تعالیٰ کا فرمان ﴿فَاِذا فَرَغتَ فَانصَب﴾ ہے۔(۱۷۳)

"مُحِیط بُرهَانِي " (۱۷۴) میں ہے: ''تکبیراتِ تشریق فرض نماز کے بعد ہوتی ہیں کیونکہ یہ ذِکر و دُعا کا مَقام ہے۔'' (۱۷۵)

پس " الـكَـافِـي "اور" مُـحِـيـط بُـرهَـانـي " کی عبارت اِس اَمر میں صریح ہے کہ فرض نماز کے بعد سُنّت سے پہلے دُعا کا مَقام ہے۔ اِسی لئے تو دونوں حضرات نے لکھا ہے کہ: ''تکبیراتِ تشریق کا مَقام دُعا کا مَقام ہے۔'' اور اِس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ تکبیراتِ تشریق فرض نماز کے بعد سُنّت سے پہلے ادا کی جاتی ہیں۔

" مَـنـظُـومَـه اِبنِ وَهُبَان " (۱۷۶) کی ....

۱۷۳۔ الكافي شرحُ الوافي، كتاب الصّلوٰة، فصل في تكبيرات التّشريق، ج ١، ق ١٤٧/ألف

۱۷۴۔ اِس کتاب کا نام " الـمُحِيطُ البُرهَانِي فِي فِقهِ النُّعمَانِي " ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔ یہ کتاب اِمام بُرہان الدین اَبو المعالی محمود بن اَحمد المعروف ابن مازہ الحنفی متوفی ۶۱۶ھ کی تصنیف ہے۔ آپ کی تصانیف میں: " تَتِمّةُ الفَتَاوى " ، " ذَخِيرةُ الفَتَاوى " ، " شَرحُ الجَامِع الصَّغِير للشَّيبَانِي " ، " شرح الزِّيَادَات للشَّيبَانِي " وغیرہا شامل ہیں۔ دیکھئے: هَدِيَّةُ العَارِفِين، باب ميم، ج ٢، ص ٤٠٤

۱۷۵۔ الـمُـحِـيـطُ البُـرهَـانِـي، كـتـاب الـصّـلوٰة، الفصل السّابع و العشرون في تكبير أيام التّشريق، ج ٢، ص ٢٣٤

۱۷۶۔ اِس کا اصل نام " قيدُ الشّرائِد ونظمُ الفَرائِد " ہے، مگر یہ " مَنظُومة ابنِ وَهُبَان " کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ یہ کتاب اَمین الدّین فقیہ شیخ عبدالوہاب بن اَحمد بن وہبان الدِّمشقی الحنفی متوفی ۷۶۸ھ کی تصنیف ہے۔ یہ "منظومہ" طبع شُدہ ہے۔ مُصنِّف علیہ الرحمۃ کی تصنیفات میں " أحسنُ المَقال على العَشر الخِصَال " ، " دُرّة الشّنوف في مَخارِجِ الحُرُوف " ، " دفعُ النِّزاع فيما فِي الحَرِير بالإجمَاع " ، " رِسَالةُ الشّرعَة لِردِّ المقالةِ الشّنِيعَة " وغیرہا شامل ہیں۔ اِس کتاب کی کئی شروحات ہیں، مُصنِّف نے خود " عـقـدُ الـقَـلائِد في حَلِّ قيدِ الشَّرائِد " کے نام اس کی شرح لکھی ہے، اور قاضی القُضاۃ عبدالبر المعروف ابن الشّحنہ متوفی ۹۲۱ھ نے " تـفـصِـيـلُ عِقدُ الفوائِد بتكميل قيدِ الشَّرائِد " کے نام سے شرح لکھی ہے، اور شیخ علی بن غانم المقدسی، اور عبدالحیٔ بن محمد بن علی المعروف ابن الفرات الحنفی متوفی ۸۵۱ھ نے " نُخبةُ الفوائِد مِن عقدِ القَلائِد في حلِّ قيدِ الشَّرائِد و نَظم الفَرائِد " کے نام سے اِس کی تلخیص کی ہے۔ دیکھئے: كشف الظُّنون، بـاب المـيـم، ج ٢، ص ١٨٦٥۔ هَدِيَّةُ العَارِفِين، باب العين، ج ١، ص ٦٥٠

''شرح'' (۱۷۷) میں علامہ شرنبلالی (۱۷۸) صاحبِ " إمْدَاد الفتّاح " فرماتے ہیں کہ: شمس الائمہ حُلوانی نے ذِکر کیا ہے کہ فرض نماز کے بعد دُعا میں مشغول ہونے کے لئے سُنّت کی تاخیر جائز ہے۔'' (۱۷۹)

رہا فرض نماز کے بعد والی سُنّت کی تاخیر میں کلام۔ پس " مُحِیط " میں ہے کہ: جب اِمام نماز سے فارغ ہو جائے تو قبلہ کے طرف منہ کر کے نہیں بیٹھے گا، اِس پر علماء کا اِجماع ہے۔ ایسی فرض نماز جس کے بعد نوافل نہیں ہیں (مثلاً نمازِ فجر وعصر) اُس میں اِمام کو اِختیار ہے کہ دائیں طرف منہ کر کے بیٹھے یا بائیں طرف منہ کر کے بیٹھے یا اپنی ضرورت کے لئے چلا جائے یا لوگوں کے طرف منہ کر کے بیٹھے۔ اور ایسی فرض نماز جس کے بعد (سُنن و) نوافل ہیں (مثلاً نمازِ ظہر، مغرب اور عشاء) تو اُس میں نوافل پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اور فرض ادا کرنے کے بعد نوافل میں تاخیر مکروہ ہے۔ شمس الائمہ حُلوانی فرماتے ہیں کہ: یہ صورت تب (مکروہ) ہے جب وہ دُعا مانگنے کا اِرادہ نہ کرے۔ اگر اُس کے لئے اَوراد و وَظائف ہیں تو وہ فرض نماز کے بعد اَوراد و وظائف مکمل کرے۔ اگر وہ اَوراد و وظائف کو نوافل سے پہلے پڑھنے کا اِرادہ رکھتا ہے تو اپنی نماز پڑھنے کی جگہ سے کھڑا ہو جائے اور کھڑے کھڑے اَوراد و وَظائف پڑھے یا مسجد کے کسی

۱۷۷۔ اِس شرح کا نام "تَیسِیرُ المَقاصِد شرحُ نَظمِ الفَرائِد" ہے۔ یہ شرح علامہ اُبوالاخلاص حسن بن عمار بن یوسف الوفائی المصری الشرنبلالی کی ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے، اور یہ کتاب فقیر کے کُتب خانے "المَکتبةُ الأویسیّة" میں موجود ہے۔

۱۷۸۔ آپ کا نام الفقیہ اُبوالاخلاص حسن بن عمار بن یوسف الشرنبلالی الحنفی متوفی ۱۰۶۹ھ ہے۔ آپ جامعة الأزہر میں مُدرِّس تھے، آپ کی تصنیفات بیشمار ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: "التَّحقِیقَات القُدسیّة" المعروف "رَسَائِل الشّرنبلالی " (جس کا عکس فقیر کے کُتب خانے "المَکتبةُ الأویسیّة " میں موجود ہے۔)، "مَراقِی السَّعادَة فی عِلمِ الکَلام "، "الدُّرّ الکُنوز لعبد الرّاجی أن یفُوزَ " (جس کا عکس فقیر کے کُتب خانے "المکتبةُ الأویسیّة " میں موجود ہے۔) وغیر ہا۔ دیکھئے: کشف الظُّنون، ج ۱، ص ۷۳۲/ج ۲، ص ۱۹۸۲، هَدِیَّة العَارِفین، باب الحاء، ج ۱، ص ۲۹۲

۱۷۹۔ تَیسِیرُ المَقاصِد شرح نَظم الفَرائد، کتاب الصّلوٰة، ق ۲۳/ب

کونے میں بیٹھ کر اَوراد ووظائف پڑھے، پھر نوافل پڑھنے میں مشغول ہوجائے۔ اِس اَمر میں کافی گنجائش ہے۔ شمس الائمہ حُلوانی نے جو ذِکر کیا ہے وہ فرض نماز ادا کرنے کے بعد سُنَن و نوافل کی تاخیر کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔ اور جو ہم نے مسئلہ کی ابتداء میں ذِکر کیا تھا کہ فرض نماز کے بعد سُنَن ونوافل کی ادائیگی میں تاخیر مکروہ ہے تو وہ کراہت اِمام کے حق میں ہے۔ اور جو مُنفرد ہے اُسے اختیار ہے کہ اُسی جگہ بیٹھا رہے یا اُسی جگہ نوافل پڑھنے کے لئے کھڑا ہوجائے یا دوسری جگہ نوافل پڑھنے میں مشغول ہوجائے۔ ''نوادِر'' میں ہے کہ: مسجد مَیں دوسری جگہ نوافل پڑھے یہ اُس (شخص) کے لئے اَحسَن ہے۔'' انتھیٰ

"الذَّخِیرَہ" (۱۸۰) میں ہے: ''اِمام جب فرض نماز سے فارغ ہوجائے اور ایسی نماز کہ جس کے بعد نوافل ہیں جیسے ظہر، عصر اور عشاء تو اِمام نوافل ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوجائے۔ فرض نماز ادا کرنے کے بعد سُنَن ونوافل میں تاخیر مکروہ ہے۔ جس جگہ فرض نماز ادا کی تھی اُسی جگہ سُنَن ونوافل نہ پڑھے بلکہ کچھ آگے پیچھے ہوجائے یا دائیں، بائیں چلا جائے یا اپنے گھر جاکر سُنَن ونوافل پڑھے۔ شمس الائمہ حُلوانی نے فرمایا کہ: یہ صورت تب (مکروہ) ہے جب وہ دُعا مانگنے کا اِرادہ نہ کرے۔ اگر وہ فرض نماز کے بعد سُنَن ونوافل سے پہلے اَوراد ووَظائف پڑھنے کا اِرادہ کرتا ہے تو جس جگہ فرض نماز پڑھی تھی اُسی جگہ کھڑے ہوکر اَوراد ووَظائف پڑھے یا مسجد کے کسی کونے میں بیٹھ کر اَوراد ووَظائف کو مکمل کرے، پھر سُنَن ونوافل پڑھنے میں مشغول ہوجائے۔ شمس الائمہ حُلوانی نے جو ذِکر کیا ہے وہ فرض نماز ادا کرنے کے بعد سُنَن ونوافل کی تاخیر کے جواز کی دلیل ہے۔ اور جو ہم نے مسئلہ کی ابتداء میں ذِکر کیا تھا کہ فرض نماز کے بعد سُنَن ونوافل میں تاخیر مکروہ ہے یہ کراہت اِمام کے حق میں ہے۔ باقی مُنفرد اور مُقتدی کے لئے مختار یہ ہے کہ اُسی جگہ

۱۸۰۔ اِس نام سے متعدد کُتُب ہیں اور یہاں اِس سے مراد "الذَّخِیرَۃُ الفَتَاوی" المعروف "الذَّخِیرَۃُ البُرهَانِیَّۃ" ہے۔ یہ جو اِمام بُرہان الدین محمود بن اَحمد معروف ابن مازہ البخاری الحنفی متوفی ۶۱۶ھ کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے۔

بیٹھا رہے یا دوسری جگہ نوافل پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔'' انتھٰی

"خُلاصہ" (۱۸۱) اور "عالمگیریہ" میں ہے: ''جب امام ظہر، مغرب اور عشاء کی فرض نماز سے سلام پھیرے تو پھر اُسی جگہ بیٹھنا اُس کے لئے مکروہ ہے بلکہ نوافل پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جائے۔ جس جگہ اُس نے فرض نماز پڑھی تھی اُسی جگہ نوافل نہ پڑھے بلکہ دائیں یا بائیں طرف پڑھے۔ یہ صورت تب ہے جب فرض نماز کے بعد نوافل ہوں۔ اور جس فرض نماز کے بعد نوافل نہیں ہیں (مثلاً نمازِ فجر و عصر) تو اُسی جگہ قبلے کے طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے۔ اُس (شخص) کے لئے اختیار ہے چاہے تو چلا جائے یا پھر (نمازِ فجر کے بعد) طلوعِ شمس تک محراب میں بیٹھا رہے (اُس کے لئے یہی) اَفضل ہے۔ یا لوگوں کے سامنے منہ کر کے بیٹھا رہے بشرطیکہ اُس کے سامنے مَسبوق نمازی نہ ہو۔ اگر اُس کے سامنے مَسبوق نمازی ہے تو پھر دائیں یا بائیں طرف منہ کر کے بیٹھے۔ گرمی یا سردی کی موسم میں امام کے لئے یہی حال ہے۔'' (۱۸۲)

اِس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ: صاحبِ "مُحِیط"، "الذّخیرہ" اور "خُلاصہ" کے بیان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ: فرض نماز کے بعد مطلقاً نوافل میں تاخیر مکروہ ہے بلکہ زیادہ دیر کرنا مکروہ ہے۔ ورنہ نماز کے بعد اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ پڑھنے کی مِقدار ٹھہرنا بھی مکروہ ہو جائے گا حالانکہ اِس طرح نہیں ہے۔

۱۸۱۔ اِس کتاب کا نام "خُلاصَةُ الفَتَاوىٰ" ہے۔ جو کہ طبع شُدہ ہے۔ یہ کتاب حنفیہ کے نزدیک مشہور و مُعتمد علیہ ہے۔ اور امام فقیہ افتخار الدین طاہر بن احمد بن عبد الرّشید البخاری الحنفی متوفی ۵۴۲ھ کی تصنیف ہے۔ مصنّف کی تصانیف میں: "خزانةُ الفَتَاوىٰ"، "خزانةُ الوَاقِعات"، "نِصاب الفَقِيه" وغیرہا شامل ہیں۔ فقیہ فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی متوفی ۷۴۳ھ نے اِس کتاب میں مذکور کے اَحادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ دیکھئے: كشفُ الظُّنون، باب الخاء المعجمه، ج۱، ص ۷۱۸۔ هَدِيَةُ العَارِفين، باب الطّاء، ج۱، ص ۴۳۰۔

۱۸۲۔ فتاویٰ عالمگیریہ، کتاب الصّلوٰة، الفصل الثّالث فی سُنَن الصّلوٰة و آدابها و کیفیتها، ج۱، ص ۷۷

اِس سلسلے میں حدیثِ ابی رِمثہ بھی گذر چکی ہے۔ اِبن ھمام (۱۸۳) "فتحُ القَدِیر" (۱۸۴) میں "خُلاصه" کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: "إِنّ قولُه "الکلّ سواء" یعني إقامة للسنّة البتہ اَفضل یہ ہے کہ گھر میں آ کر سُنّتیں پڑھ لے۔" (۱۸۵) "فتحُ القَدِیر" کا کلام اِس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ: فرض نماز کے بعد سُنّت پڑھنے میں زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ اور فُقہاء کرام اِس (مکروہ) سے مُراد مکروہ تنزیہی لیتے ہیں جس کا مرجع خلافِ اَولیٰ ہے۔ علامہ اِبن اَمیر الحاج (۱۸۶) اَپنی "شرح مُنیَہ" جو ہمارے ہاں ....

۱۸۳۔ آپ کا نام اِمام شیخ فقیہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید بن مسعود السّیو اسی ثم السّکندری المعروف ابن الھمام الحنفی ہے۔ آپ کی ولادت ۷۹۰ھ میں ہوئی، آپ کی تصنیفات کئی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: "تحریرُ الأُصول"، "زادُ الفقیر" (اِس کی شرح "اسعافُ المولی القَدِیر" کا عکس فقیر کے کُتب خانے "المکتبةُ الأویسیّه" میں موجود ہے۔)، "فَواتحُ الأفکار شرح مقدمةِ التّشریح، المُسایرة فِی العقائِد"، آپ کا وصال ۸۶۱ھ میں ہوا۔ دیکھئے: هَدِیَّةُ العَارِفین، باب المیم، ج۲، ص۲۰۱

۱۸۴۔ اِس کتاب کا نام "فتحُ القَدِیر للعاجز الفقِیر" ہے۔ یہ "هِدَایه" کی بڑی مُعتبر شرح ہے، یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔ اِمام ابن الھمام کی تصنیف ہے، آپ نے انیس برس تک بڑی تحقیق کے ساتھ "هِدَایه" کو پڑھا، اُس کے بعد "هِدَایه" پڑھانے کا اِتفاق ہوا تو ساتھ ساتھ شرح لکھنے کا آغاز فرمادیا، کتاب الوکالت تک آپ نے شرح لکھی ہے اور کتاب الوکالت سے آخر تک قاضی زادہ شمس الدین اَحمد بن بدر الدین متوفی ۹۸۸ھ نے "نَتائِجُ الأفکارِ فِی کَشفِ الرّمُوز و الأسرار" کے نام سے اِس کا تکملہ لکھا جو "فتح القَدِیر" کے ساتھ چھپا ہوا ہے، مُلّا علی قاری حنفی نے دو جلدوں میں "فتحُ القَدِیر" کا حاشیہ لکھا ہے، اور "فتحُ القَدِیر" کو علامہ ابراہیم بن محمد الحلبی متوفی ۹۵۶ھ نے ایک جلد میں مُلخّص کیا ہے، اور مُحشّی صحاحِ ستہ علامہ نور الدین اَبو الحسن السّندی متوفی ۱۱۳۸ھ نے "البَدرُ المُنِیر" کے نام سے اِس کا حاشیہ لکھا ہے۔ (جس کا عکس فقیر کے کُتب خانے "المکتبةُ الأویسیّه" میں موجود ہے۔) دیکھئے: کشفُ الظّنون، باب الهاء، ج۲، ص ۲۰۲۲

۱۸۵۔ فَتحُ القَدِیر، کتاب الصّلوٰة، بابُ النّوافل، ج۱، ص۴۴۱

۱۸۶۔ آپ کا نام قاضی شمس الدین محمد بن محمد بن حسن المعروف ابن اَمیر الحاج الحنفی متوفی ۸۷۹ھ ہے۔ آپ کی تصانیف میں: "أحاسنُ المَحَامِل فی شرح العَوامِل"، "التّقریرو التّحبیر فی شرح التّحریر"،

"شرح کبیر" (۱۸۷) کے نام سے مشہور ہے اُس میں لکھتے ہیں کہ: "یہ کراہت خلافِ اَولیٰ پر محمول کی جائے گی۔ اَولیٰ یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد سُنّت پڑھنے سے پہلے اَوراد نہ پڑھے اگر وہ اَوراد پڑھتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

"فتاویٰ تاتارخانیہ" (۱۸۸) میں "فتاوی الحجه" سے نقل کیا گیا ہے کہ: "جب امام ظہر، مغرب اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو تب سُنّت کی ادائیگی میں شروع ہو اور طویل دُعا میں مشغول نہ ہو جیسا کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سلام کے بعد ٹھہر جاتے اور یہ کلمات فرماتے تھے "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ" اور یہ روایت بھی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہر نماز کے بعد "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ" پڑھتے تھے۔ اور یہ روایت بھی ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو یہ پڑھتے تھے "سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔" حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی

"ذخيرةُ الفقرِ فی تفسير سُورةِ العَصر" وغیرہا شامل ہیں۔ دیکھئے: كشفُ الظُّنون، باب الميم، ج۲، ص ۱۸۸۶۔ هَدْيَةُ العَارِفين، باب الميم، ج۲، ص ۲۰۸

۱۸۷۔ اِس کتاب کا نام "حِلْيةُ المُحلّى و بُغيةُ المُهتدِى فی شرح مُنيةُ المُصلّى" ہے۔ اور یہ کتاب "شرح کبير" کے نام سے بھی معروف ہے۔ اور بعض نے اس کا نام "حلبةُ المحلّى" بتایا ہے۔

۱۸۸۔ اِس کتاب کا نام "فَتاوى التّاتارخانِيّة" ہے، یہ کتاب "زادُ المُسافِر" کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ کتاب الامام الفقیہ عالم بن علاء الحنفی متوفی ۷۶۸ھ کی تصنیف ہے۔ امام ابراہیم بن محمد الحلبی متوفی ۹۵۷ھ نے اِس کا ایک جلد میں اِختصار کیا ہے۔ دیکھئے: كشفُ الظُّنون، باب التّاء، ج۱، ص ۲۶۸۔ هَدْيَةُ العَارِفين، باب العين، ج۱، ص ۴۳۵

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''جو شخص فرض نماز کے بعد قُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ، اَللّٰہُ الصَّمَدُ (یعنی، سورۂ اِخلاص) دس مرتبہ پڑھے وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔ اور جو شخص ہر نماز کے بعد سورۂ اخلاص پڑھے ربّ تعالیٰ اُس کے گُناہ بخش دے گا اگرچہ اُس کے گُناہ عالج کی ریت جتنے ہوں''۔ (۱۸۹)

یہ عبارت دو فائدوں پہ دلالت کرتی ہے:

۱۔ پہلا فائدہ: فرض اور سُنّت کے درمیان دُعا میں مشغول ہونا مکروہ ہے لیکن وہ (کراہت) طویل دُعا کے ساتھ مُقیّد ہے۔ اگر دُعا مختصر ہو جس طرح ہمارے ملک (۱۹۰) میں مُتعارف ہے تو کوئی کراہت نہیں ہے۔

۲۔ دوسرا فائدہ: صاحبِ "فتاوی الحجّہ" اور "فتاویٰ تاتارخانیہ" نے جن دُعاؤں کو ذکر کیا ہے وہ مختصر دُعائیں ہیں۔ پس اِس بات میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے مُلک (یعنی، سندھ) میں جو دُعا مُتعارف ہے وہ تو مذکورہ دُعاؤں سے بھی مختصر ہے پھر تو (اِس) دُعا میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔ اِس قول کی تائید "فتحُ القدیر"، "مُنیہ" کی "شرحُ الکبیر"، "مواہبُ الرّحمٰن"، "نِصابُ الفِقہ"، "عُمدۃُ الأبرار" اور "کنزُ العباد" وغیرہا سے حاصل کی جائے گی۔ اِن شاءَ اللہ تعالیٰ اِس فصل کے آخر میں ہم یہ بھی ذِکر کریں گے کہ کون سی دُعا کے لئے کراہتِ تنزیہی کا حکم ہے؟

"مُنیۃُ المُصلّی" اور ابراہیم حلبی (۱۹۱) کی ....

۱۸۹۔ فتاویٰ تاتارخانیۃ، کتاب الصّلوٰۃ، الفصل الثّالث فی بیان ما یفعله المصلّی فی صلوٰته بعد الافتتاح، ج۱، ص ۵۵۷

۱۹۰۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی علیہ الرحمہ اپنے وقت میں سندھ کے قاضی القضاۃ تھے، لہٰذا اُن کے ارشاد ''ہمارے ملک'' سے مراد سندھ ہے

۱۹۱۔ آپ کا نام برہان الدین ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبی الحنفی ہے۔ آپ قُسطنطینہ کے رہنے والے تھے اور وہیں جامع مسجد ''الفاتح'' میں امامت وخطابت اختیار کی تھی، آپ کی بیشمار تصانیف ہیں، جن میں سے

"شرح صغیر" (۱۹۲) میں ہے: "یہ مذکورہ سب اَحکام اِمام کے حق میں ہیں۔ مُقتدی اور مُنفرد کے لئے یہ (حکم) ہے کہ جہاں اُس نے فرض نماز پڑھی تھی اُسی جگہ بیٹھنا بھی اُس کے لئے جائز ہے۔ اگر وہ چاہے کہ میں اُسی جگہ نوافل پڑھوں تب بھی صحیح ہے۔ مگر اُس کے لئے اَحسن یہ ہے کہ جس جگہ فرض نماز پڑھی تھی اُس جگہ سے دائیں بائیں یا آگے پیچھے ہٹ کر نوافل پڑھے۔" (۱۹۳)

اِس عبارت سے یہ (فائدہ) حاصل ہوا کہ: نفسِ دُعا فرض اور سُنّت کے درمیان مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ (فرض نماز کے بعد) سُنّت میں تاخیر مکروہ ہے۔ اور فرض نماز ادا کرنے کے بعد مُقتدی اور مُنفرد کے حق میں تاخیرِ سُنّت میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔ اور اِمام کے لئے شمس الائمہ حُلوانی نے ذِکر کیا ہے کہ: اِمام کے لئے بھی کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔ البتہ دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ: فرض نماز کے بعد اِمام کے لئے تاخیرِ سُنّت مکروہ ہے۔ اَب رہی یہ بات کہ اِمام کے لئے (فرض نماز کے بعد) سُنّت میں کس قدر تاخیر مکروہ ہے؟ ہم نے کُتُب کے طرف نظر کی تو ہمیں مُختلف عبارات ملیں۔

"مُنیَةُ المُصلّی" کی "شرح" میں علامہ ابراہیم حلبی نے فرمایا ہے کہ: جس فرض نماز کے بعد نوافل ہوں پھر اُسی جگہ نوافل پڑھنے کے لئے کھڑا ہونا چاہیے مگر اِتنی مقدار ٹھہر سکتا ہے جس (مقدار) میں یہ اَلفاظ ادا کر سکے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ فرض نماز کے بعد سُنَن و نوافل پڑھنے کے لئے اِس مقدار سے زیادہ ٹھہرنا

چند یہ ہیں: "تلخیصُ القاموس" للفیروز آبادی، "دُرّةُ المُوحِدین و رَدّةُ المُلحِدین"، "سَلكُ النِّظام شرح جَواهِر الكَلام فی العَقائِد"، "القَولُ التّام عِندَ ذِكر وِلادَتِه علیه السّلام"، "مُلتقَی الأبحُر فی الفُروع"۔ آپ نے ۹۵۶ھ میں وصال فرمایا۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب المیم، ج۲، ص ۱۸۸۶۔ هَدِیَّةُ العَارِفین، باب الألف، ج۱، ص ۲۷

۱۹۲۔ اِس کتاب کا نام "حلبی صغیر" ہے، یہ کتاب "شرح صغیر" اور "صغیری" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

۱۹۳۔ صَغِیری شرح مُنیَةُ المُصلّی، کتاب الصّلوٰة، صفة الصّلوٰة، ص ۱۸۱

مکروہ ہے۔''(۱۹٤)

"مُنیۃُ المُصلّی" کی ''شرح کبیر''(۱۹۵) میں ہے کہ:"صحیح مسلم" میں اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب نماز پڑھاتے تھے تو اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِکْرَامِ کہنے کی مقدار بیٹھتے تھے۔ اِس (حدیث) سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بعینہٖ یہی اَلفاظ ادا نہیں فرماتے تھے بلکہ اِتنی مِقدار بیٹھتے تھے۔ اِس حوالے سے یہ حدیث ''صحیحین'' کی حضرت مغیرہ بن شعبۃ والی حدیث کی مَنافی نہیں ہے (وہ حدیث یہ ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہر نماز کے بعد سلام پھیرتے تھے تو بلند آواز سے یہ پڑھتے تھے: "لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْكُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَ لَہُ الْفَضْلُ وَ لَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَ لَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ ۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو حدیث مروی ہے اُس سے اَندازہ مُراد ہے نہ کہ حقیقی حد۔''(۱۹٦)

اِبن ھمام "فَتحُ القَدِیر" کے باب النوافل میں فرماتے ہیں کہ:''سُنّت کو فرض کے ساتھ مُتّصل کر کے پڑھنا مسنون ہے کہ نہیں؟" شرحُ الشَّھید "(۱۹۷) میں ہے:سُنّت کو فرض

۱۹٤۔ صغیری شرح مُنیۃ المُصلِّي، کتاب الصّلوٰۃ، صفۃ الصّلوٰۃ، ص ۱۸۰

۱۹۵۔ اِس کتاب کا نام " غُنیۃُ المُستملی شرح مُنیۃِ المُصلّی " ہے،اور یہ کتاب " شرح کبیر "، "حلبی کبیر"، "کبیری " کے نام سے مشہور ومعروف ہے، یہ کتاب طبع شُدہ ہے، اِس کے مُصنّف برہان الدین ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبی الحنفی متوفی ۹۵٦ھ ہیں۔

۱۹٦۔ غنیۃ المُستملِي (کبیری) شرح مُنیۃ المُصلّي، کتاب الصّلوٰۃ، ص ۳۳۱

۱۹۷۔ اِس کتاب کا نام "شرحُ الجامع الصَّغیر للشّیبانی فی الفروع " المعروف "جامع الصّدر الشّھید " ہے۔ یہ کتاب فقیہ عمر بن عبدالعزیز بن مازہ المعروف صدرُ الشّھید کی تصنیف ہے، یہ کتاب طبع شُدہ نہیں ہے، آپ کی تصانیف میں: "شرحُ أدَبِ القَاضِي لأبی یوسف "، "شرحُ الجامع الکبیر للشّیبانی "، "کتاب التّراویح"، "کتابُ التّزکیۃ" وغیرہا شامل ہیں۔ آپ ۵۳٦ھ میں شہید ہوئے۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب الجیم، ج۱، ص ۵٦۳۔ ھَدِیَّۃُ العَارِفین، باب العین، ج۱، ص ۷۸۳

کے ساتھ مُتّصل کر کے پڑھنا مسنون ہے۔ "شَافِی" میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرض نماز کے بعد اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ کہنے کی مقدار ٹھہرتے تھے۔ بقالی سے منقول ہے: (شمس الائمہ) حلوائی نے کہا ہے کہ فرض اور سُنّت کے درمیان اَوراد پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔" (۱۹۸)

(کچھ آگے چل کر) ابن ہمام فرماتے ہیں کہ: جان لینا چاہیے کہ حدیثِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں یہ مذکور ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ کہنے کی مقدار ٹھہرتے تھے۔ اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد یہی اَلفاظ ادا فرماتے تھے کیونکہ (مذکور) حدیث میں ہے کہ: اِن الفاظ کی مقدار ٹھہرتے تھے پس ممکن ہے کہ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہی اَلفاظ ادا فرماتے تھے تو کبھی دوسرے اَلفاظ۔ جس طرح بعض اَحادیث میں یہ اَلفاظ ہیں: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۔۔ إِلیٰ آخرہٖ۔ اور بعض روایت میں یہ اَلفاظ بھی ہیں کہ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ پس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ اِتنی مقدار جتنا فصل کرنا سُنّت ہے۔ البتہ اِس سے زیادہ تاخیر جس طرح تینتیس (۳۳) مرتبہ تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰهِ) یا تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) یا تکبیر (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) پڑھنے سے سُنّت میں تاخیر مکروہ ہے۔" (۱۹۹)

پس دونوں عبارتوں یعنی "مُنیہ" کی "شرحُ الکبیر" والی عبارت اور "فتحُ القَدیر" والی عبارت سے دو فائدے حاصل ہوئے۔

۱۔ پہلا فائدہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مختلف مواقع میں مختلف اَذکار و دُعائیں مانگتے تھے۔

۱۹۸۔ فتحُ القَدِیر، کتاب الصَّلوٰۃ، باب النَّوافل، ج۱، ص۴۳۹

۱۹۹۔ فتحُ القَدِیر، کتاب الصَّلوٰۃ، باب النَّوافل، ج۱، ص۴۴۰

۲۔دوسرا فائدہ: فرض نماز کے بعد اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ جتنی مقدار ٹھہرنے سے کراہت لازم نہیں آتی بلکہ اِس سے زیادہ مقدار جتنا ٹھہرنا جس طرح تینتیس (۳۳) مرتبہ اَوراد پڑھنا اِس سے کراہت لازم آتی ہے جس طرح "مُنیہ" کی شرح "صغیر" یادوسری کُتُب میں تصریح ہے کہ اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ پڑھنے کی مقدار سے زیادہ ٹھہرنا مکروہ ہے۔پس یہ اِسی معنیٰ پر موقوف ہے۔اور اِس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ: ہمارے ہاں (یعنی، سندھ میں) جو دُعا مُتعارف ہے اُس کی مقدار اِن کلمات کے پڑھنے سے بھی کم ہے۔جس مقدار کے لئے "فَتحُ القَدِیر" اور "مُنیہ" کی "شرح کبیر" میں کراہت کا حکم ہے۔پس فرض نماز کے بعد دُعا مانگنے میں کراہت کا حکم درست نہیں ہے۔اِس فائدے کو ذہن نشین رکھنا چاہیے۔

علامہ جعفر بوبکانی (۲۰۰) "مَتانَةُ الرِّوَایات" (۲۰۱) میں "نِصابُ الفِقه" سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس فرض نماز کے بعد نوافل نہیں ہیں مثلاً نمازِ فجر وعصر تو ایسی نماز میں اُسی جگہ قبلہ رُو بیٹھنا مکروہ ہے۔(۲۰۲) پھر (علامہ جعفر بوبکانی) نے فرمایا: میں کہتا ہوں کہ نمازِ فجر میں قبلہ رُو اتنی مقدار بیٹھنا جس مقدار میں دس مرتبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهٗ

۲۰۰۔ آپ کا نام اِمام علامہ الفقیہ مخدوم محمد جعفر بن مخدوم علامہ الفقیہ میران بن یعقوب البوبکانی السندی ہے۔آپ کے والد صاحب میران بن یعقوب بھی بڑے فقیہ تھے۔آپ عُلومِ شرعیہ میں تو متبحر عالم تھے اور ساتھ ساتھ علومِ الحکمۃ، الجفر، الرمل، النجوم میں بھی کافی مہارت رکھتے تھے۔لیکن آخری عمر میں اِن علوم کو چھوڑ کر علم حدیث اور فقہ اور تصوّف میں مشغول ہوگئے۔آپ کی تصانیف میں: "الصَّادِق المُنصف المُحق بِالدَّلائل التیھی تَقدِیم أُحرَی و أَحق"، "حاصِلُ النَّهج"، "نهجُ التَّعلِیم"، "عُجالَةُ الطَّالِبِین"، "فتحُ الدَّارَین"، "حلُّ العُقُود" وغیرہا۔آپ کا وصال سنہ ۱۱۰۰ھ کے اَواخر میں ہوا۔دیکھئے: نزهة الخواطِر، حرف الجیم، ج٤، ص ۳۲۳

۲۰۱۔ اِس کتاب کا نام "المَتانَة فی مَرمَةِ الخزانَة" ہے۔یہ کتاب فقہ حنفی کے فُروعی مسائل میں نہایت مُعتبر ہے۔اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

۲۰۲۔ المَتانَة فِی مُرمَةِ الخزانَة، کتاب الصَّلوٰة، باب صفة الصَّلوٰة و آدابها و افتتاحها، ص ۱۷۹

اَلْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ، یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ، بِیَدِہِ الْخَیْرُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھا جائے (مکروہ نہیں ہے) اِسی طرح نمازِ مغرب کے بعد کیونکہ امام احمد اور ترمذی نے حدیث روایت کی ہے۔'' (۲۰۳)

یہ عبارت اِس بات پر دلالت ہے کہ فرض نماز کے بعد سُنَن کی ادائیگی سے قبل دس مرتبہ اِن کلمات کو پڑھنا تاخیرِ سُنت کی کراہت میں داخل نہیں ہے۔ پس اِس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ: ہمارے ہاں (یعنی سندھ میں) جو فرض نماز کے بعد دُعا مُتعارف ہے وہ تو اِس مقدار سے بھی بہت کم ہے۔ پس اصلاً کراہت کا حکم درست نہیں ہے۔

پھر صاحبِ "مَتَانَۃُ الرِّوَایَات" نے کہا کہ: ''اگر کوئی کہے کہ اِن کلمات کو مغرب کی سُنّت پڑھ کر کہنا چاہیے تو اُس کا یہ قول دُرست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ظاہرِ حدیث کے خلاف ہے۔ اور اِس (مسئلے) کی تحقیق شیخ قاسم حنفی مصری نے اپنے رسالے "اَلتَّسوِیَۃُ بَینَ الاشتِغَال بِالدَّعواتِ بعدَ المَکتُوبَۃ" میں کی ہے۔ فرض نماز کے بعد سُنَن کی ادائیگی سے قبل ذِکر واَذکار میں زیادہ دیر نہیں لگانی چاہیے کیونکہ اِس سے وقت تنگ ہو جاتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی شخص گفتگو میں مشغول ہو۔'' (۲۰۴)

پس یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ فرض نماز کے بعد سُنَن کی ادائیگی سے قبل دُعا مانگنا مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ دُعا اور سُنّت پڑھنے کے بعد والی دُعا برابر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد سے بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سُنَن (ونوافل) اپنے گھر میں پڑھتے تھے۔ اِس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسجد سے گھر جانے میں جتنی دیر لگتی ہے دُعا مانگنے میں اُس سے بھی کم وقت لگتا ہے جو (دُعا) ہمارے ہاں (یعنی سندھ میں) رائج ہے۔ پس دُعا مانگنے کے لئے اِتنی تاخیر پر کراہت کا حکم درست نہیں ہے۔

۲۰۳۔ المَتَانَۃ فِی مَرمَۃِ الخزانَۃ، کتاب الصّلوٰۃ، باب صفۃ الصّلوٰۃ و آدابھا و افتتاحھا، ص ۱۷۹۔۱۸۰

۲۰۴۔ المَتَانَۃ فِی مَرمَۃِ الخزانَۃ، کتاب الصّلوٰۃ، باب صفۃ الصّلوٰۃ و آدابھا و افتتاحھا، ص ۱۸۰

شیخ عبدالحق (مُحدِّث) دہلوی "مِشکوۃ" کی عربی شرح ("لَمعَات التَّنقِیح") کے باب الذِّکر بعد الصّلوٰۃ میں فرماتے ہیں جس کے اَلفاظ یہ ہیں کہ: "سُنَن (ونوافل) پڑھنے میں جلدی کرنا اِس اَمر کی مَنافی نہیں ہے جو اَحادیث میں فرض نماز کے بعد اَذکار و دُعا مانگنے کا حکم آیا ہے۔ جس طرح اِبن ھمام نے بھی تصریح کی ہے کہ وہ دُعا جو اَحادیث سے ثابت ہے اُس کو فرض نماز کے بعد مانگنا چاہیے یہ اَمر اِس بات کی مَنافی نہیں ہے کہ فرض نماز کے بعد سُنَن (و نوافل) کو مُتَّصلا پڑھنا چاہیے کیونکہ اَحادیث میں ہے کہ: فرض نماز کے بعد دس مرتبہ یہ پڑھا جائے۔ اور یہ بھی حکم ہے کہ: نمازِ مغرب پڑھنے میں جلدی کی جائے۔ اِسی طرح سُنّت پڑھنے سے پہلے آیۃ الکرسی کے پڑھنے کا بھی حکم ثابت ہے۔(۲۰۵)

اِسی (شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی) نے "مشکوٰۃ" کی "فارسی شرح" (اشعة اللمعات) میں فرمایا ہے کہ: "جان لینا چاہیے کہ سُنّت جلدی پڑھنے کا حکم اِس بات کے مَنافی نہیں ہے کہ آیۃ الکرسی اور دوسری دُعائیں نہ مانگی جائیں جو (دُعائیں) اِحادیث سے ثابت ہیں جس طرح حدیث شریف میں ہے کہ "نمازِ فجر اور مغرب کے بعد دس مرتبہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھا جائے۔"(۲۰۶)

جب ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور دس مرتبہ اِن کلمات کو پڑھنا کراہت کے حکم میں داخل نہیں تو (وہ دُعا) جو دُعا ہمارے ہاں (یعنی سندھ میں) مانگی جاتی ہے وہ تو بدرجہ اَولیٰ کراہت کے حکم میں داخل نہ ہوگی۔ کیونکہ (اُس) دُعا کی مقدار اِن کلمات کے پڑھنے سے بھی کم ہے۔ پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ: ایک مرتبہ آیۃ الکرسی کا پڑھنا اور دس مرتبہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھنا کراہت کے حکم میں داخل نہیں ہے بخلاف تینتیس (۳۳) مرتبہ (سبحان الله یا الحمدلله یا الله اکبر کا) وِرد

۲۰۵۔ لمعاتُ التّنقِیح، کتاب الصّلوٰۃ، باب الذّکر بعد الصّلوٰۃ، ج۳، ص ۲۱۰

۲۰۶۔ أشعة اللّمعات، کتابُ الصّلوٰۃ باب الذّکر بعد الصّلوٰۃ، ج۱، ص ۴۱۸

کرنے کے، کہ یہ کراہت کے حکم میں داخل ہے۔ جس طرح پہلے "فتح القدیر" کے حوالے سے گزرا۔

عارف باللہ تعالیٰ مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی (۲۰۷) نے اپنے رسالے میں فرمایا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ: "پنج وقتہ نماز کے بعد دس مرتبہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ بِكَ طَاعَتِكَ پڑھنا چاہیے (۲۰۸) یا ہر نماز کے بعد پڑھنا چاہیے: اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا بِثَنَاءِ النَّاسِ مِنَ الْمَغْرُوْرِیْنَ وَ لَا بِنِعْمَتِكَ مِنَ الْمُسْتَدْرِجِیْنَ وَ لَا مِنَ الَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ أَمْوَالَ النَّاسِ وَ أَمْوَالَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ، اَللّٰھُمَّ اغْنِنِیْ مِنْ بَابِ الْأَغْنِیَاءِ وَ عَنْ بَابِ الْأُمَرَاءِ وَ عَنْ بَابِ الْأَطِبَّاءِ یَا مَنْ إِذَا دَعَا أَجَابَ وَ إِذَا سُئِلَ أَعْطٰی۔ اور نمازِ ظہر سے جب فارغ ہو جائے تو یہ پڑھے: لَا اِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْكُ وَ لَہُ الْحَمْدُ، وَ ھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اَبَدًا یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِکْرَامِ، بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اس کے بعد یہ پڑھے لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِیَّاہُ، لَہُ النِّعْمَةُ وَ لَہُ الْفَضْلُ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ جس طرح پہلے گذرا۔ اُس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا مانگے: اَللّٰھُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ ذُنُوْبَنَا یَا غَفَّارَ الذُّنُوْبِ وَ تَعْلَمُ عُیُوْبَنَا فَاسْتُرْھَا یَا سَتَّارَ الْعُیُوْبِ وَ تَعْلَمُ حَوَائِجَنَا فَاقْضِھَا یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ وَ تَعْلَمُ مُھِمَّاتِنَا فَاکْفِھَا یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ وَ تَعْلَمُ بَلِیَّاتِنَا فَادْفَعْھَا یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ فِی الدَّارَیْنِ۔ اُس کے بعد یہ دُعا پڑھے: رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَ أَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ وَ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی جَمِیْعِ الْأَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمْرِیْ

۲۰۷۔ آپ کا نام اَبوالبرکات (اَبومحمد) بہاء الدین بن وجیہ الدین بن کمال الدین تھا، آپ کی ولادت کوٹ کروڑ میں ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ میں ہوئی، آپ سلسلہ سہروردیہ کے سالار ہیں، آپ نے علوم ظاہری وباطنی کی تکمیل کی تھی، آپ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی صاحب "عوارف المعارف" سے بیعت تھے، آپ کا ۷ صفر المظفر ۶۶۱ھ کو ملتان میں وصال ہوا۔ دیکھئے: تذکرہ صوفیاء پنجاب، ص ۱۰۶ تا ۱۳۲

۲۰۸۔ الأوراد مترجم، ص ۸۵ تا ۸۶

آخِرَہٗ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَوَاتِمَ عَمَلِیْ رِضْوَانَکَ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ مَا فِیْ اَلْقَاکَ وَ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلَی الْوَھَّاب ۔ اُس کے بعد ظہر کی دو رکعت سُنّت پڑھے۔ اور جب فرضِ عشاء سے فارغ ہو جا تو سلام پھیرنے کے بعد یہ پڑھے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَداً یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ جیسا کہ مذکور ہے۔ پھر یہ کہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ، لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ اُس کے بعد ہاتھوں کو اُٹھا کر یہ دُعا مانگے: اَللّٰھُمَّ یَادَائِمَ الْفَضْلِ عَلَی الْبَرِیَّۃِ وَبَاسِطَ الْیَدَیْنِ بِالْعَطِیَّۃِ وَیَا صَاحِبَ الْمَوَاھِبِ اللسنۃ وَیَا دَافِعَ الْبَلَاءِ وَالْبَلِیَّۃِ رَبِّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی سبیحۃ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہِ الْبَرَرَۃِ الْعَتِیْقَۃِ وَاغْفِرْنَا وَارْحَمْنَا یَاذَا الْعُلٰی فِیْ ھٰذِہِ الْعِشَاءِ وَالْعَشِیَّۃِ۔ اُس کے بعد یہ دعا پڑھے: رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمْرِیْ آخِرَہٗ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَوَاتِمَ عَمَلِیْ رِضْوَانَکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ مَا فِیْ اَلْقَاکَ وَاَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلَی الْوَھَّاب جس طرح پہلے گزرا۔ اُس کے بعد دو رکعت سُنّت پڑھے۔ (۲۰۹)

دُعائیں مانگنے سے سُنّت میں تاخیر کی تصریح ہوگئی۔ اور اِس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ: ہمارے ہاں (یعنی سندھ میں) جو دُعا مُتعارَف ہے اُس میں مذکورہ دُعائیں پڑھنے سے بھی کم وقت لگتا ہے۔ پس (ہمارے ہاں جو دُعا مانگی جاتی ہے) وہ مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ مَامور (۲۱۰) اور مندوب ہے۔

۲۰۹۔ الأوراد مترجم، ص ۹۹ تا ۱۰۰

۲۱۰۔ مَامور کا معنی ہے کہ وہ کام جس کا حکم کیا گیا ہو۔

رسالہ بہائیہ مسمیٰ "کنزُ العباد" (۲۱۱) کے الذِکر بعد صلوٰۃ الظُّھر میں "فتاویٰ خانیہ" المعروف (فتاویٰ) "الیتیمیّہ" سے نقل کیا گیا ہے کہ: بقالی سے پوچھا گیا کہ فرض نماز کے بعد دُعا مانگے یا سُنت پڑھے پھر دُعا مانگے؟ اُنہوں نے (یعنی بقالی نے) کہا کہ اُس (شخص) کے لئے بہتر یہ ہے کہ (فرض نماز کے بعد) دُعا میں مشغول ہو جائے پھر سُنّت پڑھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے: "لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَ هُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ، لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ" اِسی طرح "فتاویٰ حُجّة الدّین البلخی" میں مذکور ہے۔ انتھٰی

اِسی طرح (مذکور کتاب "کنزُ العباد" کے) بابُ صلوٰۃ المغرب میں "نِصابُ الفِقہ" سے نقل کیا گیا ہے کہ: "جب اِمام فرض نماز سے فارغ ہو جائے تو اُس کے لئے مُستحب ہے کہ مختصر دُعا میں مشغول ہو پھر دو رکعت سُنّت پڑھے۔ اِسی طرح فقیہ ابو اللیث نے فرمایا ہے۔" انتھٰی

اِن روایات سے یہ (اَمر) ظاہر ہو گیا کہ: فرض نماز اور سُنّت کے درمیان دُعا مانگنا مکروہ نہیں ہے بلکہ دعا مانگنا مُستحب ہے جبکہ وہ دُعا مختصر ہو۔ اور جو بعض کُتب میں وارِد ہے کہ: (فرض نماز کے بعد) دعا مانگنا مکروہ ہے اُس (دُعا) سے مُراد وہ دُعا ہے جو طویل ہو۔ جیسا کہ "فتاویٰ الحُجّة" اور (فتاویٰ) "تاتار خانِیّة" سے تصریح ہوگئی ہے۔ اِسی طرح ہم نے طویل (دُعا) اور مختصر (دُعا) کا فرق بھی کُتبِ (فقہ) کی عبارات سے ذِکر کیا ہے۔ اگر آپ (مزید تفصیل) چاہتے ہو تو وہاں رُجوع کیجئے۔

۲۱۱۔ اِس کتاب کا نام "کنز العباد فی شرح الأوراد" ہے، یہ کتاب علی بن اَحمد الغوری کی تصنیف ہے اِس کتاب میں شیخ الأجل محی السنة شہاب الدّین سہروردی کے اَوراد شامل ہیں۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب الکاف، ج۲، ص ۱۵۱۷

خاتمۃُ الرِّسالہ

اگر کہا جائے کہ: آپ نے پہلے امام مسلم سے مروی حدیث بیان کی ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (نماز کے) سلام کے بعد اَللّٰھُمَّ اَنتَ السَّلَامُ وَمِنکَ السَّلام تبَارَکتَ یَا ذَا الجَلاَ لِ وَالِاکرَام پڑھنے کی مقدار ٹھہرتے تھے۔ (۲۱۲) پھر اِس کا کیا جواب ہوگا؟

میں کہتا ہوں کہ اِس (اِعتراض) کے چار جوابات ہیں:

ا۔ پہلا جواب: یہ حدیث سَند کے اِعتبار سے ضعیف ہے۔ کیونکہ اِس حدیث کا مَدار تین اَفراد پر ہے۔

ا۔ پہلا ابُوخالد الأحمر ہے جس کا نام سلمان بن حَیّان ''حاء'' پر زبر اور ''یاء'' تشدید کے ساتھ الازدی الکوفی ہے۔ حافظ اِبن حجر (۲۱۳) "تہذِیبُ التَّھذِیب" (۲۱۴) میں لکھتے ہیں کہ: ''ابوبکر البزّ ار نے "کتاب السُّنَن" میں کہا ہے جس پر اَہلِ علم کا اِتفاق ہے: اَبوخالد حافظ نہیں

۲۱۲۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصّلاۃ، باب استحباب الذِّکر بعد الصّلاۃ و بیانُ صفتہ، الحدیث: ۱۳۶/۱۲۷٤۔(۵۹۲)

۲۱۳۔ آپ کا نام الامام الحافظ شہاب الدین اَبوالفضل اَحمد بن علی بن محمد العسقلانی ثم المصری الشافعی ہے، آپ کی ولادت ۷۷۳ھ میں ہوئی، آپ کی تصانیف بیشمار ہیں اُن میں سے کچھ یہ ہیں: "الإصَابَۃ فِی تَمییز الصَّحَابۃ"، "بُلُوغُ المَرَام"، "فَتحُ البَارِی"، "الکافُ الشَّاف فی تَخرِیجِ أحادیثِ الکشَّاف" (اِس کا عکس فقیر کے کُتب خانے "المکتبۃُ الأویسیّۃ" میں موجود ہے)، "لِسَانُ المِیزَان"، "نُخبَۃُ الفِکرِ فِی مُصطلحِ أھلِ الأثَر"۔ آپ کا ۸۵۲ھ میں وصال ہوا۔ دیکھئے: ھَدِیۃُ العَارِفِین، باب الألف، ج ۱، ص ۱۲۸

۲۱٤۔ اِس کتاب کا نام "تھذِیبُ تھذِیبِ الکَمَال" ہے، یہ کتاب الحافظ الامام عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی متوفی ۶۰۰ھ کی کتاب "الکَمَال فی مَعرِفَۃِ الرِّجَال" کا اِختصار ہے، یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔ مُصنّف نے اَپنی تصنیف کا خود "تَقرِیبُ التَّھذِیب" کے نام سے اِختصار کیا ہے۔ دیکھئے: کشفُ الظُّنون، باب الکاف، ج ۲، ص ۱۵۱۰

تھا۔ اور یہ وہ (یعنی اَبو خالد) اَعمش سے احادیث روایت کرتے تھے جن کی متابعت نہیں کی گئی۔ اِبنِ معین نے کہا ہے کہ: اَبو خالد ''صَدوق'' (سچا) ہے لیکن وہ حُجت نہیں ہے۔ اَبو ہشام رفاعی کہتے ہیں کہ: وہ (اَبو خالد) ''صدوق'' ہے لیکن اُن کا حافظہ دُرست نہ تھا اِس لئے وہ غلطی اور خطا کرتا تھا۔'' (۲۱۵)

۲۔ دوسرا راوی اَبو معاویہ الضَّریر ہے اور اُس کا نام محمد بن خازم تمیمی کوفیوں کا آزاد کردہ غلام تھا۔ حافظ اِبن حجر "تَہذِیبُ التَّہذِیب" میں لکھتے ہیں کہ: ''عبداللہ بن اَحمد نے کہا میں نے اَپنے باپ سے سُنا ہے کہ: اَبو معاویہ ضریر اَعمش کے علاوہ جو اَحادیث روایت کرتے ہیں وہ اَحادیث مُضطرب ہیں۔ اُنہیں اچھی طرح یاد نہیں کرتے تھے۔ اِبن مَعین فرماتے ہیں کہ: اَبو معاویہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت کرتے تھے وہ (روایات) مُنکر ہیں۔ اَبو داؤد نے کہا ہے کہ: اَبو معاویہ کا تعلق ''مرجی'' فرقے سے تھا۔ ایک مرتبہ کہا کہ: اَبو معاویہ کوفے میں ''مرجیوں'' کا سردار تھا۔ اِبن خِراش نے کہا کہ: اَبو معاویہ اَعمش سے روایات میں ثقہ ہیں اور دوسروں سے روایات مُضطرب ہیں۔ اَبو ذرعہ نے فرمایا کہ: اَبو معاویہ ''مرجی'' تھا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا وہ (اَبو معاویہ) اِس کی دعوت دیتا تھا؟ تو (اَبو ذرعہ نے) کہا کہ ہاں۔'' (۲۱۶)

پس میں کہتا ہوں کہ: یہ معلوم ہے کہ مذکور حدیث کو اَبو معاویہ نے اَعمش سے روایت نہیں کیا بلکہ عاصم الاحول سے روایت کیا ہے۔ پھر یہ حدیث مُضطرب ہوگی۔

۳۔ تیسرا راوی عاصم بن سلیمان الاحول اَبو عبدالرحمٰن البصری ہے۔ حافظ اِبن حجر "تَہذِیبُ التَّہذِیب" میں فرماتے ہیں کہ: ''علی بن المدینی نے یحییٰ سعید القطان سے بیان کیا کہ: عاصم الاحول حافظ نہیں تھا۔ اِبن ادریس نے کہا کہ: میں اُن سے کچھ روایت نہیں کرتا اور

۲۱۵۔ تَہذِیبُ التَّہذِیب، حرف السّین، اسمہ سلمان بن حیّان رقم: ۳۱۳، ج۴، ص۱۵۹

۲۱۶۔ تہذیب التہذیب، حرف المیم، اسمہ محمد بن خازم رقم: ۱۹۲، ج۹، ص ۱۲۰ - ۱۲۲

وُہیب نے اُن کو چھوڑ دیا کیونکہ وہ اِن کی کچھ عادت کو ناپسند جانتے تھے۔ (۲۱۷)

۲۔ دوسرا جواب: حدیث میں: "لَم یَقعُد" کے الفاظ ہیں اور "لَم یَقرَأ" کے الفاظ نہیں ہیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِتنی مقدار بیٹھتے تھے پھر بقیہ اذکار کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔ جس طرح بعض (لوگوں) نے شمس الأئمہ حلوانی سے ذکر کیا ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔

۳۔ تیسرا جواب: یہ حدیث اُن تمام اَحادیث کے مُعارض ہے جو فرض نماز کے بعد ذِکر و دُعا کے بارے میں وارِد ہیں۔ جن کا ذِکر بابِ اول کی فصلِ اول میں گزر چکا ہے۔ پس اُن اَحادیث کو اِس حدیث پر ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ وہ اَحادیث "صَحِیحَین" میں مذکور ہیں اور اِس حدیث کو فقط مسلم نے روایت کیا ہے جب کہ اُن (کثیر) اَحادیث کو امام بخاری و مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔

۴۔ چوتھا جواب: اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے قول "مِقدَارُ مَا یَقُولُ اَللّٰھُمَّ أَنتَ السَّلَامُ وَمِنکَ السَّلَامُ تَبَارَکتَ یَاذَا الجَلَالِ وَالإِکرَام" سے مُراد حقیقی حد نہیں ہے بلکہ تخمینہ مُراد ہے۔ پس لَاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ۔۔۔الخ، اَللّٰھُمَّ لَامَانِعَ لِمَا أَعطَیتَ۔۔۔إلخ اور آیۃ الکرسی کا پڑھنا اور اس کی مثل دوسرے اَوراد مکروہ نہیں ہیں۔ جس طرح "فتحُ القَدِیر"، "مُنیہ" کی "شرحِ کبیر" اور دہلوی کی شرح "مشکوٰۃ" سے گزر چکا ہے۔

اگر کہا جائے کہ: کُتُبِ فقہ کی عبارات میں وہ وارِد ہے جو دلالت کرتا ہے کہ فرض اور سُنّت کے درمیان دُعا مانگنا مکروہ ہے۔ جس طرح "جَوَاھِرُ الفَتَاوٰی" میں ہے کہ: قاضی اِمام علاء الدّین سے فرض نماز کے بعد دُعا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ: بہتر یہ ہے کہ سُنّت کو فرض کے ساتھ مُتّصل کر کے پڑھا جائے۔ (۲۱۸) اور جس طرح "أشباہ" میں ہے کہ:

۲۱۷۔ تھذیبُ التّھذِیب، حرف العین، اسمہ عاصم بن سلیمان الأحول، رقم: ۷۳، ج۵، ص۳۸

۲۱۸۔ جَوَاھِرُ الفَتَاوٰی، کتابُ الصّلوٰۃ، الباب السّادس، ق۲۴/ألف

(فرض نماز کے بعد) دُعامیں مشغول ہونے سے سُنّت پڑھنے میں مشغول ہونا اَولیٰ ہے۔(۲۱۹)
اور جس طرح شرح "المُنیہ" میں ہے کہ: اگر فرض نماز کے بعد نوافل ہوں تو بلافصل نوافل پڑھنے کے لئے کھڑا ہونا چاہیے مگر اِتنی دیر بیٹھنا چاہیے جس میں اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلامُ وَ مِنْكَ السَّلامُ تَبَارَكْتَ یَا ذَا الْجَلالِ وَ الْإِکْرَامِ پڑھا جائے۔ سُنّت میں تأخیر کرنا مکروہ ہے۔ اور جس طرح "عَقَائِدُ السّنیہ" میں "فتحُ البَاری" (۲۲۰) اور قسطلانی (۲۲۱) سے نقل کیا گیا ہے کہ: امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں مُختار یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد سُنّت پڑھنے میں مشغول ہونا چاہیے۔ دُعا اور تسبیح میں سُنّت سے پہلے مشغول ہونا مکروہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ: اِن عبارات کے پانچ جوابات ہیں:

۱۔ پہلا جواب: پہلی دونوں عبارتیں کراہت پر دلالت نہیں کرتیں بلکہ وہ فرض نماز کے بعد سُنّت بَعدِیہ پڑھنے کی فضیلت پہ دلالت کرتی ہیں۔ اِسی وجہ سے "فَتحُ القَدِیر" میں ہے کہ: ''اِس میں اِختلاف ہے کہ فرض نماز کے بعد والی سُنّتِ کو ملانا اَولیٰ ہے یا نہیں؟۔'' (۲۲۲) اور تحقیق ہم نے اَحادیث اور فقہی روایات کو ذِکر کیا ہے جو اِس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ فرض اور سُنّت کے درمیان دُعا مانگنا مسنون ومندوب ہے۔ لہٰذا اکثر روایات کو ترجیح دی جائے گی کہ دُعا سُنّت اور مُستحب ہے۔

۲۔ دوسرا جواب: ہم نے "فَتَاوی الحُجّہ" اور (فتاویٰ) "تَاتَارخَانِیّہ"

۲۱۹۔ الأشباہ و النّظائر، الفن الثّانی فی الفوائد، کتاب الصّلوٰۃ، ص ۱۶۹

۲۲۰۔ اِس کتاب کا "فتحُ البَاری شرح صحیح البخاری" ہے۔ یہ کتاب اِمام حافظ اَبوالفضل اَحمد بن علی بن محمد المعروف ابن حجر العسقلانی الشّافعی متوفی ۸۵۲ھ کی تصنیف ہے۔ یہ شرح "صحیح البخاری" کی معتمد علیہ شُروحات میں سے ہے۔ مُصنِّف نے اَپنی شرح کا مقدمہ "ھَدَی السَّاری" کے نام سے خود لکھا ہے۔ اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

۲۲۱۔ اِس سے مراد علامہ شہاب الدین اَبوالعباس اَحمد بن محمد بن اَبی بکر القسطلانی المصری الشّافعی متوفی ۹۳۲ھ کی شرح ہے جس کا نام "إرشادُ السَّاری شرح صحیح البخاری" ہے۔ اور یہ کتاب طبع شُدہ ہے۔

۲۲۲۔ فَتحُ القَدِیر، کتاب الصّلوٰۃ، باب النّوافل، ج۱، ص ۴۳۹

وغیرہما سے ثابت کیا ہے کہ: امام کا طویل دُعا میں مشغول ہونا مکروہ ہے۔ اِسی طرح ہم نے "نِصابُ الفقه"، "عُمدَۃُ الأبرار" اور "کنزُ العِباد" وغیرہا سے ثابت کیا ہے کہ: امام کے لئے مُستحب ہے کہ مختصر دُعا مانگے پھر سُنت پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔ پس دونوں روایات میں اِس طرح تطبیق حاصل ہوگئی۔ اور یہی مقبول و معمول ہے جس سے عُدول اچھا نہیں ہے۔

۳۔ تیسرا جواب: ہم نے شرح "مُنیہ" سے ذِکر کیا ہے کہ: اَللّٰھُمَّ أَنتَ السَّلامُ وَ مِنكَ السَّلامُ تَبارَکتَ یا ذَا الجَلالِ وَ الإکرامِ سے قلیل اندازہ مُراد ہے۔ "مُنیہ" کی "شرح کبیر" میں تصریح ہے کہ: "اِس سے مُراد حد نہیں ہے بلکہ اَندازہ ہے۔" (۲۲۳) جس کی تفصیل "مُنیہ" کی "شرح کبیر"، "فتحُ القَدِیر" اور (شیخ) عبدالحق کی شرح "مشکوٰۃ" سے گزر چکی ہے۔ پس اُس کی طرف رُجوع کرو۔

پس یہ سب اِس بات پہ دلالت کرتے ہیں کہ: ہمارے ہاں (یعنی سندھ میں) جو دُعا مُتعارَف ہے وہ مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ مکروہ وہ دُعا ہے جس کی تاخیر کی مقدار تینتیس (۳۳) مرتبہ وِرد، وظیفہ پڑھنے یا اُس سے زیادہ دیر پڑھنے سے ہو۔

۴۔ چوتھا جواب: صاحبِ "عَقائدُ السّنیہ" نے "فتحُ البَارِی" اور ("صحیح بخاری" کے شارح) علامہ قسطلانی کی شرح ("إرشاد السّاری شرح صحیح البخاری") کے مشہور اَبواب کتابُ الصّلوٰۃ اور کتابُ الدّعوات سے نقل کئے ہونگے جبکہ یہ اَلفاظ نہ "فتحُ البَارِی" میں ہیں اور نہ ہی قسطلانی میں۔ اِس نقل کی صحت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ایسی نقل کا کیا اِعتبار کہ جس کی اَصل نہ ہو۔

۵۔ پانچواں جواب: اَحادیث شریفہ اور فقہ کی کثیر عبارات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سُنَن اور وتر اَپنے گھر میں ادا فرماتے تھے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی ہے کہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد دُعا مانگتے تھے۔ اور اِس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرض اور سُنّت کے درمیان دُعا

۲۲۳۔ غنیة المُستملي شرح مُنیة المُصلّي، کتاب الصّلوٰۃ، ص ۳۳۲

مانگتے تھے۔ اِس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ: مذکورہ دُعا کے لئے کراہت کا قول فاسد و غیر صحیح ہے۔ ہاں! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فعل (مُبارک) کو مختصر دُعا پر محمول کیا جائے۔ اور دُعا مکروہ ہونے کا قول طویل دُعا پر (محمول) ہے۔ جس طرح ہم نے اَبھی اِشارہ کیا ہے۔

مفید تکملہ

اِس رسالے کا ماحاصل یہ ہے کہ: سُنّت کو فرض کے ساتھ ملانا مکروہ (تنزیہی) ہے۔ جیسا کہ پہلے ذِکر کی گئی حضرت ابی رِمثہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر دال ہے۔ اِسی طرح ابن ہمام نے "فتح القدیر" میں اس کا اِفادہ کیا ہے۔ فرض اور سُنّت کے درمیان فصل کرنے کے بارے میں شمس الائمہ حلوانی نے ذِکر کیا ہے کہ: فرض اور سُنّت کے درمیان ذِکر اور دُعا میں مشغول ہونے کے لئے بیٹھنے میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔ چاھے وہ دُعا مختصر ہو یا طویل ہو۔ یہ حکم اِمام، مُقتدی اور مُنفرد کیلئے یکساں ہے۔ (۲۲۴) دوسرے قول کے مُطابق مُقتدی اور مُنفرد کیلئے فرض نماز کے بعد دُعا و ذِکر کے لئے بیٹھنے میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔ اور اِمام کے لئے قلیل ذِکر اور مختصر دُعا کے لئے بیٹھنے میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔ بلکہ یہ (یعنی قلیل ذِکر اور مختصر دُعا کے لئے بیٹھنا) اصلاً دُعا نہ مانگنے سے اَفضل ہے۔

اور تحقیق ہم نے مختصر اور طویل دُعا کے بارے میں مُفصل بحث کی ہے۔ جس سے یہ سمجھا جائے کہ: ہمارے ہاں (یعنی سندھ میں) جو دُعا مُتعارَف ہے اُس پر مختصر کا نام صادِق آتا ہے۔ پس اِس قدر بیٹھنے پر قطعی طور پہ کراہت نہیں ہے۔ اگر بیٹھنا طویل مقدار ہو جس طرح تینتیس (۳۳) مرتبہ وِرد پڑھا جائے یا اِس سے زیادہ مقدار بیٹھنا ہو تو یہ مقدار مکروہ ہے لیکن یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے یعنی خلافِ اَولیٰ ہے جس طرح ہم تفصیل سے بحث کر چکے ہیں۔

الحمدُ للّٰهِ سُبحانَهٗ و تعالیٰ علَی التَّمامِ و أفضلُ الصَّلوٰةِ و السَّلام علیٰ نبیِّنا محمّدٍ سیّدِ الأنَامِ و علی آلِهِ و صَحبِه البَرَرَةِ الکِرامِ و لَا حولَ و لَا قُوَّةَ إلَّا بِاللّٰهِ العَلِیِّ العظیم

۲۲۴۔ دلیل کے اعتبار سے یہی قول راجح ہے جیسا کہ سابقہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہے قالہ عبد الفتاح ابو غدہ (ثلاثُ رسائل فی استحباب الدُّعاء، الرّسالة الأولیٰ، ص ۷۴)

مآخذ ومراجع

☆ **إرشادُ السَّاری إلیٰ مَناسِك المُلّا علی القاری**، القاضی حسین بن محمد المکی الحنفی (ت ١٣٦٨ھ)، دار الفکر، بیروت

☆ **أشعةُ اللّمعات** فی شرح المشکاة، للإمام عبد الحقّ بن سیف الدّین الدّهلوی (١٠٥٢ھ)، مطبع منشی نو لکشور، لکهنؤ

☆ **الأشباہ والنّظائر**، للإمام زین الدّین بن إبراهیم المصری الحنفی (ت ٩٧٠ھ)، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة ١٤٠٠ھ۔ ١٩٨٠م

☆ **البُرهان**، شرح مَواهب الرّحمٰن فی مذهب النُّعمان، للعلامة إبراهیم بن موسی بن عبد الله الطّرابلسی الحنفی(ت ٩٢٢ھ)، مخطوطة مصوّرة موجودة المحقِّق

☆ **بُلوغ المرام** من أدلّة الأحکام، للحافظ أبی الفضل أحمد بن حجر العسقلانی الشّافعی (ت ٨٥٢ھ)، تحقیق الشّیخ خلیل مأمون شیحا، قدیمی کتب خانه، کراتشی

☆ **إمدادُالفتّاح** شرح نور الإیضاح، للإمام أبو الإخلاص حسن بن عمّار الشّرنبلالی (ت ١٠٦٩ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت

☆ **الأوراد** مترجم، للمخدوم بهاء الدّین الزّکریا الملتانی (ت ٧٩١ھ)، مطبوعه إسلامك بك فاؤنڈیشن، إشاعت أول ١٤٠٦ھ ۔ ١٩٨٦م

☆ **بُستانُ العَارفین**، للإمام أبی اللیث نصر بن محمد إبراهیم السّمرقندی الحنفی (ت ٣٧٥ھ)

☆ **تاجُ المَصادِر**، للعلامة أحمد بن علی المُقرئ اللّغوی (ت ٥٤٤ھ)، مطبع نامی، لکهنؤ ١٣٢٠ھ

☆ **تذکره صوفیاءِ پنجاب**، للمؤرّخ إعجاز الحقّ قدوسی، سلمان اکیڈمی کراتشی، الطّبعة الأولیٰ ١٩٧٢ھ

☆ **تفسیر ابن أبی حاتم الرّازی**، للإمام الحافظ عبدالرّحمٰن بن أبی حاتم محمد التّمیمی الحنظلی (ت ٣٢٧ھ)، ضبطه أحمد فتحی عبدالرحمٰن حجازی، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

☆ تفسیر ابن جریر= جامع البیان فی تأویل القرآن

☆ تفسیر الدّرّ المنثور، للإمام جلال الدّین عبد الرّحمٰن بن أبی بکر السّیوطی الشّافعی (ت ۹۱۱ھ)، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۳م

☆ تفسیر الطّبری= جامع البیان فی تأویل القرآن

☆ تَنبیهُ الغافلین، للإمام أبی اللّیث نصر بن محمد إبراهیم السّمرقندی الحنفی (ت ۳۷۵ھ)

☆ تَهذِیبُ التّهذِیب، للإمام الحافظ أبی الفضل شهاب الدّین أحمد بن علی بن حجر العسقلانی الشّافعی (ت ۸۵۲ھ)، دار الفکر، بیروت، الطّبعة الأولی ۱۴۰۴ھ-۱۹۸۴م

☆ تَیسِیرُ المَقَاصِد، شرح نَظمِ الفَوائِد، للإمام أبی الإخلاص حسن بن عمّار الشّرنبلالی الحنفی (ت ۱۰۶۹ھ)، مخطوطة مصوّرة موجودة عند المحقّق

☆ ثلاثُ رَسَائل فی استحباب الدُّعاء ورفع الیدین فیه بعد الصّلوات المکتوبة، جمعه عبدالفتّاح أبوغدة، دارالبشائر الإسلامیة، بیروت، الطّبعة الأولی ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۷م

☆ جامعُ البیان فی تأویل القرآن، للإمام أبی جعفر محمد بن جویر الطّبری، (ت ۳۱۰ھ)، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الرّابعة، ۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵م

☆ جامع المُضمرات والمشکلات فی شرح القدوری، للعلّامة الصّوفی یوسف بن عمر بن یوسف الکماروی الحنفی (ت ۸۳۲ھ)، مخطوطةِ مُصوّرة موجودة فی دارالکتب لجمعیّة إشاعة أهل السنة (باکستان)، کراتشی

☆ الجَامِع وهُو السُّنَن التّرمذی، للإمام المُحدّث محمد بن عیسی أبو عیسی التّرمذی (ت ۲۹۷ھ)، تحقیق أحمد محمد شاکر، دار إحیاء التراث العربی، بیروت

☆ الحِرزُ الثّمین، شرح الحِصُن الحَصِین، للإمام الملّا علی القاری المکی الحنفی (ت ۱۰۱۴ھ)

☆ الحِصُنُ الحَصِین من کلام سیّد المرسلین، للعلامة محمد بن محمد الجزری الشّافعی (ت ۹۳۷ھ)، مصطفي البابی الحلبی و أولاده مصر ۱۳۴۹ھ

☆ حَلبةُ المُجلّی، و بغیةُ المُهتدی شرح مُنیة المُصلّی، للإمام محمد بن محمد الشّهیر ابن

أمير الحاجّ الحنفى (ت ٨٧٩هـ)، مخطوطة مصورة موجودة المحقق

☆ حِلية الأولياء وطبقاتُ الأصفِياء، للإمام أبى نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهانى (ت ٤٣٠هـ)، دار الكتاب العربى، بيروت، الطّبعة الرّابعة، ١٤٠٥هـ

☆ سُنَن أبى داؤد، للإمام أبى داؤد سليمان بن أشعث السّجستانى (ت ٢٧٥هـ)، دار الكتب العربى، بيروت

☆ سُنَن ابن مَاجَة، للإمام أبى عبدالله محمد بن يزيد القزوينى(٢٧٣هـ)، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقى، دار الفكر، بيروت

☆ سُنَن النّسائى، للإمام أبى عبد الرحمن أحمد بن شعيب النّسائى (ت٣٠٣هـ)، تحقيق عبدالفتّاح أبو غُدّة، مكتب المطبوعات الإسلامية حلب، الطّبعة الثّانية،١٤٠٦هـ-١٩٨٦م

☆ صحيح البخارى، للإمام أبى عبد الله محمد بن إسماعيل البخارى الجعفى (ت٢٥٦هـ)، تحقيق مصطفى ديب البغا، دارابن كثير اليمامة،بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م

☆ صحيح مسلم، للإمام أبى الحسين مسلم بن الحجّاج بن مسلم القُشَيرى النّيسابورى (ت٢٦١هـ)، دار الجيل، بيروت

☆ صَغِيرى شرح مُنية المُصلّى، للعلامة إبراهيم بن محمد الحلبى الحنفى (ت٩٥٦هـ)، مير محمد كتب خانه كراتشى

☆ صلوٰة مسعودى، للشّيخ مسعود بن يوسف السمرقندى، نورانى كُتُب خانه، بشاور

☆ عُمدةُ القَارى شرح صحيح البخارى، للإمام بدر الدّين أبو محمد محمودبن أحمد الحنفى (ت ٨٥٥هـ)، مكتبة السّبحانيه، كوئٹه

☆ عَمَلُ اليوم واللّيلة، للإمام أحمد بن شعيب بن على النّسائى (ت٣٠٣هـ)، تحقيق فاروق حمادة، مؤسسة الرّسالة بيروت، الطّبعة الثّانية ١٤٠٦هـ

☆ عَمَلُ اليوم واللّيلة، للإمام أحمد بن محمدالمعروف ابن السُنّىِّ الدّينورى (ت٣٦٤هـ)

☆ غُنيةُ المُسمّلِى، شرح مُنية المُصلّى، للعلامة إبراهيم بن محمد الحلبى الحنفى (ت٩٥٦هـ)، مطبع المجتبائى، دهلى

☆ **فَتَاوى التّاتارخَانيه**، للعلامة عالم بن علاء الأنصارى الحنفى (ت ٧٨٦ ھ)، الدائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد الدّكن، الهند، الطّبعة الأولى

☆ **فَتَاوَى الصُّوفية**، للعلامة محمد بن فضل الله الصُّوفى الحنفى (ت ٦٦٦ھ)، نسخة مصوّرة موجودة عند المحقّق

☆ **فتاوى عالمگيرية**، للشيخ نظام وجماعة من علماء الهند، دارالفكر، بيروت ١٤١١ھ-١٩٩١م

☆ **فَتحُ القَدِير** للعاجز الفقير، للإمام ابن الهمام كمال الدّين محمد بن عبد الواحد السّيواسى الحنفى (ت ٨٦١ھ)، دار الفكر، بيروت

☆ **فِردَوس الأخبار**، للحافظ شيرويه بن شهردار الدّيلمى، دارُالفكر، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ-١٩٩٧م

☆ **الفُتُوحَات الرَّبّانيّة** على الأذكار النّواوية، للعلاّمة محمد على بن محمد علاّف البَكرى الصِّديقى الشّافعى (ت ١٠٥٧ ھ)، صحّحه عبد المنعم خليل إبراهيم، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانية ٢٠٠٩م

☆ **القِنيةُ المُنيَة** على مذهبِ أبى حنيفة، للعلامة أبى الرّجا مختار بن محمود الزّاهدى الحنفى (ت ٦٥٨ ھ)، مخطوطة مصوّرة موجودة فى دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، كراتشى (باكستان)

☆ **الكَافِى شرح الوَافى**، للإمام أبى البركات حافظ الدّين عبد الله بن أحمد النّسفى الحنفى (ت ٧١٠ھ)، مخطوطة مصوّرة موجودة عند المحقّق

☆ **كَشفُ الظُّنون** عن أسامى الكُتُب والفُنُون، للمؤرّخ مصطفىٰ بن عبد الله الشّهير بحاجى خليفة، دار أحياء التراث العربى، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٩٥١م

☆ **لُبابُ المَناسِك** وعُباب المَسَالِك، للإمام الملّا رحمة الله بن عبد الله السِّندى المكى الحنفى (ت ١٠١٤ھ)، دار قرطبة

☆ **المبسوط**، للإمام شمس الدّين أبو بكر محمد بن أبى سهل السّرخسى (ت ٤٨٣ ھ)، تحقيق خليل محى الدين الميس، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولى، ١٤٢١ھ-٢٠٠٠ م

☆ مَجمعُ الزّوائد ومنبع الفوائد، للإمام الحافظ نورالدّين على بن أبى بكر بن سليمان الهيثمى المصرى، (ت۸۰۷)، تحقيق محمد عبدالقادر احمد عطا، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۱م

☆ المُحِيطُ البُرهَانى، فى فِقهِ النُّعمانى، للإمام أبى المعالى محمودبن تاج الدين المعروف ابن مازه البخارى الحنفى (ت٦١٦ھ)، دار احياء التراث العربى، بيروت

☆ المُستدرك على الصَّحِيحَين، للإمام أبى عبدالله محمد بن عبد الله الحاكم النّيسابورى (ت٤٠٥ھ)، تحقيق مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى، ١٤١١ھ ـ ١٩٩٠م

☆ المُسنَد للإمام أحمد بن حنبل أبى عبدالله الشّيبانى، مُؤسّسة قرطبة -القاهرة

☆ مِشكاة المَصَابيح، للإمام محمد بن عبد الله الخطيب التّبريزى، تحقيق محمد ناصر الدّين الألبانى، المكتب الإسلامى بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٠٥ھ - ١٩٨٥م

☆ المُعجمُ الأوسَط، للإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد الطّبرانى (ت ٣٦٠ ھ)، تحقيق طارق بن عوض الله بن محمد ـ عبد المحسن بن إبراهيم الحسينى، دار الحرمين القاهرة، ١٤١٥ھ

☆ المُعجمُ الصغير، للإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطّبرانى(ت٣٦٠ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٠٣ھ۔ ١٩٨٣م

☆ المُعجمُ الكبير، للإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطّبرانى(ت ٣٦٠ ھ)، تحقيق حمدى بن عبدالمجيد السّلفى، مكتبة العُلوم والحِكَم، المُوصل، الطّبعة الثّانية ،١٤٠٤ھ۔١٩٨٣م

☆ المَتَانة فى مرمة الخزَانَة، للإمام مخدوم محمد جعفر بن مخدوم ميران (من علماء القرن العاشر الهجرى)، تحقيق أبو سعيد غلام مصطفىٰ القاسمى السِّندى، لجنّة احياء الأدب السِّندى، كراتشى، الطّبعة الأولىٰ ١٣٨١ھ ـ ١٩٦٢م

☆ مفاتيحُ الجِنَان شرح شرعة الإسلام، للعلامة يعقوب بن سيد على الرّومى الحَنفى (ت٩٣١ھ)، مكتبة الإسلامية، كوئٹه

☆ مَواهبُ الرّحمٰن فى مذهب النُّعمان، للعلامة إبراهيم بن موسى بن عبد الله الطّرابلسى

الحنفی (ت۹۲۲ھ)، مخطوطة مصوّرة موجودة عند المحقق

☆ **مُنیةُ المُصلّی**، للامام سدید الدّین محمد بن محمدالکاشغری الحنفی (ت ۷۰۵ھ)، کتب خانه مجیدیه، ملتان

☆ **نَتائجُ الأفکار** فی تخریج أحادیث الأذکار، للحافظ أحمد بن علی ابن حجر العسقلانی، (ت۸۵۲ھ)، اعتنی به محمد علی سَمَك، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۱م

☆ **نُورُ الإیضاح** ونجاة الأرواح، للإمام أبی الإخلاص حسن بن عمّار الشّرنبلالی الحنفی (ت۱۰۶۹ھ)، قدیمی کُتُب خانه، کراتشی

☆ **نُزهةُ الخَواطِر** وبهجةُ المسَامِع والنّواظر، عبد الحی بن فخر الدین (ت ۱۳۴۱ھ)، دار ابن حزم بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م

☆ **النّهایة** فی غریبِ الحدیث، للإمام أبی السّعادات مبارك بن محمد الجزری (ت۶۰۶ھ)، تحقیق طاهر أحمد الزّاوی و محمود محمد الطّناحی، المکتبة العلمیة، بیروت، ۱۳۹۹ھ ۔۱۹۷۹م

☆ **هَدیَةُ العَارِفین** أسماء المُؤلّفین و آثار المُصنّفین، لإسمائیل باشا البغدادی، دار إحیاء التّراث العربی، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۹۵۱م

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت صبح و رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرنگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں
ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا